الأربعون في الحث على الجهاد
لابن عساكر
فضائلِ جہاد
تالیف
حافظ ابو القاسم ابن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ
ترجمہ، تحقیق وفوائد
حافظ زبیر علی زئی
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الأربعون في الحث على الجهاد

لابن عساکر

فضائلِ جہاد

تالیف

حافظ ابو القاسم ابن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ

ترجمہ، تحقیق وفوائد

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

نام کتاب .... الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر

فضائل جہاد

تالیف .... حافظ ابوالقاسم ابن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ

ترجمہ، تحقیق وفوائد .... حافظ زبیر علی زئی

ناشر .... محمد سرور عاصم

کمپوزنگ .... حفیظ توقیر

اشاعت اول .... اپریل 2012ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042, 37244973, 37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد-پاکستان فون:041-2631204, 2034256

مکتبۃ الحدیث حضرو اٹک فون: 057-2310571

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

حرفِ اول

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین، أما بعد:

محدثین عظام وعلمائے کرام نے خدمتِ حدیث میں جہاں بڑی بڑی کتب مدون و مرتب فرمائی ہیں، وہاں مختصر اور خاص موضوعات پر بھی کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں ''اربعون'' یا ''اربعینیات'' کا سلسلہ بہت معروف ومقبول ہے۔ اس طرز پر تصنیف کرنے والوں میں ایک نام حافظ ابو القاسم ابن عساکر رحمہ اللہ کا بھی ہے، جنھوں نے فضائلِ جہاد کے بارے میں چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ دینِ اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ (التوبہ: ۱۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والا شخص جسے جہاد فی سبیل اللہ اور رسولوں پر ایمان ویقین کے علاوہ کوئی چیز نہیں لے جاتی، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ضمانت دیتا ہے کہ یا تو میں اسے جنت میں داخل کردوں گا یا اجر وثواب اور غنیمت حاصل کر لینے کے بعد اسی گھر میں لوٹادوں گا جس سے وہ گیا تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۶، صحیح مسلم: ۱۸۷۶)

جہاد اپنی تمام اقسام کے ساتھ اسلام کا اہم رکن بلکہ اس کی کوہان ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے یہ کتاب اس وقت لکھی، جب مسلمانوں کے دو سپہ سالار سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ اور سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ دنیائے کفر کے سامنے صف آراء تھے اور مختلف محاذوں پر انہیں ہزیمت وشکست سے دوچار کر رہے تھے۔

غیر مسلم خواہ وہ کسی بھی دین سے تعلق رکھتا ہو، جب وہ میدان قتال میں بے بس ہو جاتا ہے تو مسلمانوں کو روحانی و ایمانی طور پر کمزور کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے، جن میں سے ایک حربہ کتاب وسنت سے ثابت شدہ امور میں شکوک وشبہات ڈالنا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ضروری ہو جاتا ہے کہ ان مسائل کو اجاگر کیا جائے اور ذہنوں سے شبہات کا پردہ چاک کیا جائے۔

دورِ حاضر میں بھی ایسے گمراہ کن نظریات رکھنے والوں کی کمی نہیں جو جہاد کو فساد سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے حضرات بھی موجود ہیں جو باطل ورکیک تاویلات کے ذریعے سے تصورِ جہاد ہی کو داغدار کر دیتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ مرزا غلام قادیانی کی پالیسی کو پروان چڑھا رہے ہیں، جس نے انکارِ جہاد کر کے اپنے انگریز آقاؤں کو خوش کیا اور پھر دینِ اسلام ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر رحمہ اللہ کی یہ تصنیف اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ جواب ''فضائلِ جہاد'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے آسان فہم ترجمہ، مختصر تخریج، ہر روایت پر حکم اور جامع فوائد لکھ کر اردو دان طبقے کے لئے انمول تحفہ تیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو فضائے جہاد پر پڑی گرد کو صاف کرنے کے لئے کارگر بنائے اور استاذ محترم حفظہ اللہ کے علم، قلم اور عمل میں برکت فرمائے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

(۱۰/ مارچ ۲۰۱۲ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین الدمشقی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ

ولادت: اول محرم ۴۹۹ھ

اساتذہ: ابوعبداللہ الحسین بن عبدالملک الادیب باصبہان، ابوالقاسم اسماعیل بن احمد بن عمر بن السمرقندی ببغداد، ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد الشیبانی، ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری، ابوالمظفر عبدالمنعم بن ابی القاسم عبدالکریم بن ہوازن، ابوغالب احمد بن الحسن بن احمد بن البنا، ابوعبداللہ محمد بن الفضل الفقیہ بنیسابور، اور ابومحمد ہبۃ اللہ بن سہل بن عمر الفقیہ وغیرہم رحمہم اللہ

تلامذہ: حافظ ابوالعلاء الہمدانی، حافظ ابوسعد السمعانی، قاسم بن علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ، اور ابوالبرکات تاج الامناء حسن بن محمد بن الحسن بن ھبۃ اللہ وغیرہم رحمہم اللہ

تصانیف: آپ کی تصانیف کثیرہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱: تاریخ دمشق (مطبوع)

۲: فضائل اصحاب الحدیث (تاریخ الاسلام للذہبی ۷۵/۴۰، سیر اعلام النبلاء ۵۵۹/۲۰ واللفظ لہ)

۳: تبیین کذب المفتری فیما نسب إلی الاشعری (مطبوع)

۴: المعجم المشتمل علیٰ ذکر اسماء شیوخ الأئمۃ النبل (مطبوع)

۵: الاشراف علیٰ معرفۃ الاطراف

۶: کشف المغطا فی فضل الموطا (مطبوع)

۷: الاربعون الجہادیہ (الاربعون فی الحث علی الجہاد) [مطبوع تحقیق عبداللہ بن یوسف]

یہ کتاب ابوالبرکات تاج الامناء حسن بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ نے اپنے ہاتھ سے لکھی اور انھوں نے اپنے استاذ حافظ ابن عساکر کے خط سے نقل کی تھی۔ (دیکھئے نسخہ محققہ مطبوعہ ص ۳۹)

نیز یہ نسخہ ابن عساکر کے بیٹے ابومحمد القاسم کو پڑھ کر سنایا گیا تھا، لہٰذا اس مخطوطے کی سند صحیح ہے۔

تاج الامناء (متوفی ۶۲۷ھ) کے بارے میں امام برزالی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ثقة نبيل كريم صيّن'' (تاریخ الاسلام للذھبی ۴۵/۲۸۲)

فضائل: آپ کے بے شمار فضائل میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: ابوعبداللہ محمد بن سعید بن محمد بن الدبیثی نے کہا: ''أحد من اشتهر ذكره وشاع علمه وعرف حفظه واتقانه .''

(المختصر المحتاج الیہ من تاریخ ابن الدبیثی اختصار الذھبی ص ۳۰۱ ت ۱۱۰۰)

۲: ابن السمعانی نے اپنی تاریخ میں کہا: ''كبير العلم ، غزير الفضل ، حافظ ثقة متقن ديّن خيّر حسن السمت ، جمع بين معرفة المتون والأسانيد ، صحيح القراء ة ، متثبت ، محتاط'' (تاریخ الاسلام للذہبی ۴۰/۷۶)

۳: حافظ ذہبی نے فرمایا: ''الحافظ الكبير أبو القاسم ، ثقة الدين .... أحد الأعلام في الحديث'' (تاریخ الاسلام ۴۰/۷۰)

اور فرمایا: ''الإمام العلامة الحافظ الكبير المجود محدث الشام''

(سیر اعلام النبلاء ۲۰/۵۵۴)

اور فرمایا: ''وكان فهمًا حافظًا متقنًا ذكيًا بصيرًا بهذا الشأن لايلحق شأوه ولايشق غباره ولا كان له نظير في زمانه .'' (النبلاء ۲۰/۵۵۶)

۴: حافظ ابن نقطہ البغدادی نے کہا: ''وكان حافظًا ثقة في الحديث''

(التقیید لمعرفۃ الرواۃ والسنن والمسانید ۲/۱۹۲ ت ۵۳۷)

ابن نقطہ نے مزید لکھا ہے: ''حدث عنه أبو سعد السمعاني وقال: هو حافظ

متقن ...'' (التقیید ۲/۱۹۲۔۱۹۳ت ۵۳۷)

۵: حافظ ابن کثیر الدمشقی نے فرمایا: ''الحافظ الکبیر...أحد أکابر حفاظ الحدیث ومن عنی به سماعًا واسماعًا وجمعًا وتصنیفًا واطلاعًا وحفظًا لأسانیده ومتونه واتقانًا لأسالیبه وفنونه...'' (البدایہ والنہایہ ۱۴/۲۷۲ وفیات ۵۷۱ھ)

ان فضائل کے بعد ادب واحترام کے ساتھ عرض ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''قلت: وهو مع جلالته وحفظه یروی الأحادیث الواهیة والموضوعة ولا یتبینها وکذا کان عامة الحفاظ الذین بعد القرون الأولٰی إلا من شاء ربك فلیسأ لنهم اللّٰه تعالٰی عن ذلك، وأي فائدة بمعرفة الرجال ومصنفات التاریخ والجرح والتعدیل إلا کشف الحدیث المکذوب وهتکه.''

میں (ذہبی) نے کہا: اور وہ (ابن عساکر) اپنی جلالت اور حافظے کے باوجود سخت کمزور اور موضوع روایات بیان کرتے اور ان کا حال نہیں بتاتے تھے اور اسی طرح قرون اولیٰ کے بعد عام حفاظ حدیث کا طریقہ تھا سوائے ان (چند ایک کے) جنھیں اللہ نے چاہا۔

پس اللہ تعالیٰ ان سے ضرور پوچھے گا۔ (ان شاءاللہ)

اسماء الرجال، کتبِ تاریخ اور جرح وتعدیل کی معرفت کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ جھوٹی روایت کا مکذوب ہونا ظاہر کیا جائے اور اس کا رد کیا جائے۔ (تاریخ الاسلام ۴۰/۸۲)

عین ممکن ہے کہ ان حفاظِ حدیث نے اسانید بیان کر کے اپنے آپ کو بری سمجھ لیا ہو۔

واللہ اعلم

نہایت افسوس سے عرض ہے کہ خود حافظ ذہبی نے اپنی بعض تصانیف (مثلاً تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء وغیرہما) میں بہت سی ضعیف، مردود اور باطل روایات واحادیث بغیر جرح کے بیان کردی ہیں اور خاص طور پر ان کا رسالہ ''مناقب الامام أبي حنیفة و صاحبیه'' مجموعۂ اکاذیب ہے، لہٰذا انھیں چاہیے تھا کہ خود بھی اپنی تحریرات کی نظر ثانی کرتے اور احتیاط سے کام لیتے۔ رحمہ اللہ

٦: حافظ ابن الجوزی الحنبلی نے کہا: ”سمع الحديث الكثير و كانت له معرفة و صنف تاريخًا لدمشق عظيمًا جدًا يدخل في ثمانين مجلدة كبارًا و كان شديد التعصب [لأبي الحسن الأشعري حتى صنف كتابًا سماه تهذيب المفتري على أبي الحسن الأشعري “ (المنتظم ١٨/٢٢٤۔٢٢٥ ت ٤٣١٠)

وفات: ١١ رجب ٥٧١ھ

آپ کی نماز جنازہ سلطان صلاح الدین بن ایوب الایوبی رحمہ اللہ نے بھی پڑھی۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ بعض علماء نے آپ کے نام کے ساتھ ”الشافعی“ کا لقب لکھا ہے، لیکن اس سے آپ کا شافعی مقلد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(دیکھئے میری کتاب: دین میں تقلید کا مسئلہ ص ١٣٤، طبع جدید ٢٠١٢ء)

نیز آپ کی کتاب: ”فضائل اصحاب الحدیث“ سے ظاہر ہے کہ آپ شافعی مکتبِ فکر سے پڑھے ہونے کے باوجود اہلِ حدیث تھے۔ رحمہ اللہ

جہاد کے موضوع پر چند اہم کتابیں

جہاد اور فضائلِ جہاد کے موضوع پر چند اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

☆ کتاب الجہاد لابن المبارک (متوفی ۱۸۱ھ)

یہ کتاب امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے اور اس کے بنیادی راوی سعید بن رحمہ کی وجہ سے غیر ثابت اور مشکوک ہے۔

۱: کتاب الجہاد لابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷ھ)

یہ کتاب دو جلدوں میں مساعد بن سلیمان الراشد الحمید کی تحقیق سے مطبوع ہے۔

۲: الجہاد لابن ابی الدنیا (سیر اعلام النبلاء ۱۳/۴۰۲)

۳: فضل الجہاد والمجاہدین/

تصنیف ابوالعباس احمد بن عبدالواحد المقدسی البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ)

یہ کتاب مبارک بن سیف الہاجری کی تحقیق سے مطبوع ہے۔

۴: کتاب الاربعین فی الجہاد والمجاہدین/

تصنیف عفیف الدین محمد بن عبدالرحمٰن المقرئی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۸ھ)

یہ کتاب بدر بن عبداللہ البدر کی تحقیق سے مطبوع ہے۔

۵: فضائل الجہاد لیوسف بن رافع بن تمیم المشہور بابن شداد رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء ۲۲/۳۸۵)

۶: الجہاد لابی محمد القاسم بن الحافظ لابن عساکر رحمہ اللہ (النبلاء ۲۱/۴۰۷)

۷: الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

یہ کتاب شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع العراقی کی تحقیق سے مطبوع ہے اور راقم الحروف نے اس کتاب کا اردو ترجمہ مع اپنی تحقیق و فوائد پیش کر دیا ہے۔ والحمدللہ

۸: تحفۃ الطالبین فی الجہاد والمجاہدین لعبد الغنی بن عبد الواحد الجماعیلی المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ)

۹: احکام الجہاد وفضائلہ لعز الدین عبد العزیز بن عبد السلام السلمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ)

۱۰: کتب الجہاد فی کتب الجوامع والسنن وغیرھا ککتاب الجہاد والسیر للامام البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) وغير ذلك من الكتب النافعة .

☆ معاصرین میں عبداللہ بن احمد القادری کی ''الجهاد في سبيل الله ،حقيقته وغايته'' اس موضوع پر بہت مفید کتاب ہے اور دار المنارہ جدہ (سعودی عرب/ جزیرۃ العرب) سے دو بڑی جلدوں میں مطبوع ہے۔

مقدمة الأربعين فی الحث علی الجهاد

الحمد للّٰه ربّ العالمين و الصّلوٰة و السّلام علٰى خاتم النبيين ورضى اللّٰه عن أصحابه و آله أجمعين و من تبعهم باحسان إلٰى يوم الدين ،أما بعد:

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے کتب نافعہ کی تصنیف، تحقیق اور ترجمانی کی توفیق بخشی اور خاص طور پر جہاد کے موضوع پر حافظ ابن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی کتاب: ''الأربعون فی الحث علی الجهاد'' کی تحقیق، ترجمے اور فوائد وفہارس لکھنے کے لئے میرے قلم کورواں دواں کر دیا۔

جہاد کی مناسبت سے بعض آیات، صحیح احادیث اور آثار صحیحہ مع فوائد پیشِ خدمت ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ پس آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں اور اس (قرآن) کے ساتھ اُن سے بڑا جہاد کریں۔ (سورۃ الفرقان:۵۲)

مکی سورت الفرقان کی اس مکی آیت میں جس جہاد کبیر کا حکم دیا گیا ہے، اس کی تشریح میں امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ولٰكن جاهد هم بهذا القرآن جهادًا كبيرًا'' اور لیکن اس قرآن کے ساتھ ان سے بڑا جہاد کریں۔

(تفسیر طبری ۸/ ۵۱۹ مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ)

آیتِ مذکورہ میں بہ سے مراد بالقرآن ہے، جیسا کہ طبری کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے اور یہی بات حسین بن مسعود البغوی کی معالم التنزیل (۳/۳۷۳) میں درج ہے۔

ابو نعمان سیف اللہ خالد صاحب حفظہ اللہ نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے:

''اسی لیے یہ تاکید فرمائی کہ کافروں سے کسی قسم کے سمجھوتہ کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اپنی پوری قوت کے ساتھ ان کافروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے۔ یہ خطاب اگرچہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو ہے، لیکن اس میں آپ کی پوری امت بھی شامل ہے۔ جہاد کا لغوی معنی کسی مقصد کے حصول کے لیے بھرپور کوشش ہے اور جہاد کبیر میں تاکید مزید بھی پائی جاتی ہے اور وسعت اور پھیلاؤ بھی، یعنی ایک تو اس امت کا ہر فرد اپنی اس کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور اپنے تمام تر ذرائع استعمال کرے۔ دوسرے یہ کہ دشمن کا ہر اس محاذ پر مقابلہ کیا جائے جس پر اسلام دشمن طاقتیں کام کررہی ہوں۔ اس میں زبان وقلم کا جہاد بھی شامل ہے، مال کا بھی اور توپ وتفنگ کا بھی، غرض یہ کہ جس محاذ پر بھی دشمن حملہ آور ہو اسی محاذ پر اس کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جائے۔'' (تفسیر دعوۃ القرآن ج ۴/ ۱۱۴)

سیف اللہ خالد صاحب کی عبارت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ سے جہاد کی درج ذیل اقسام ثابت ہیں:

۱: توپ وتفنگ کا جہاد یعنی قتال

۲: زبان سے جہاد یعنی تدریس، خطبات، مناظرات اور دیگر مساعی جمیلہ

۳: قلم سے جہاد یعنی تصنیفات وتحریرات

۴: مال سے جہاد یعنی جہاد کی تمام اقسام میں حسبِ موقع وضرورت مال خرچ کرنا۔

۲) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔

(التوبہ: ۷۳)

اس کی تشریح میں سیف اللہ خالد صاحب نے لکھا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کریں اور آپ کے بعد تا قیامت یہ حکم مسلمان کے لیے بھی ہے۔ کافروں سے جہاد یہ ہے کہ ان سے جنگ کی جائے، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں، اسلام نہیں لاتے تو ذلت ورسوائی کے ساتھ جزیہ دیں اور منافقوں سے جہاد یہ ہے کہ دلائل وبراہین کے ذریعے ان کے خلاف حجت قائم کی جائے، یہاں تک کہ تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو

جائیں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانو! کفار ومنافقین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کرو، بلکہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آو۔" (تفسیر دعوۃ القرآن ۲/۵۹۳)

۳) سیدنا ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آکر نبی ﷺ سے پوچھا: کوئی آدمی مالِ غنیمت کے لئے قتال کرتا ہے، کوئی اس لئے قتال کرتا ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے ،کوئی اس لئے قتال کرتا ہے کہ اس کا مقام ومرتبہ نظر آئے ،کوئی بہادری کے لئے قتال کرتا ہے، کوئی حمیت (غیرت ،خودداری اور عار) کے لئے قتال کرتا ہے، کوئی ریا (دکھاوے) کے لئے قتال کرتا ہے اور کوئی غضب (غصے) کی وجہ سے قتال کرتا ہے۔ان میں سے کون سا شخص فی سبیل اللہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

جو شخص اس لئے قتال کرے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو تو وہ فی سبیل اللہ ہے۔

(صحیح بخاری: ۱۲۳، ۲۸۱۰، ۳۱۲۶، ۷۴۵۸، صحیح مسلم: ۱۹۰۴، دارالسلام: ۴۹۱۹۔۴۹۲۲)

روایت مذکورہ میں سائل کے سوالات کو صحیحین کی مختلف روایات سے اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

(نیز دیکھئے مختصر صحیح الامام البخاری للالبانی ۱/۶۱ ح ۸۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے کلمے (دینِ اسلام) کو دنیا میں سربلند کرنے کے لئے قتال کرنے والا ہی فی سبیل اللہ ہے، لہٰذا موجودہ قومی، وطنی اور لسانی وغیرہ جنگیں قتال فی سبیل اللہ نہیں بلکہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ ایسی تمام جنگیں جاہلیت کی پیداوار ہیں۔

٤) ادلۂ شرعیہ سے ثات ہے کہ انسان کے اعمال صرف اسی وقت عنداللہ مقبول ہیں جب اس کا ایمان صحیح ہو، اس میں کفر وشرک اور بدعاتِ مکفرہ شامل نہ ہوں۔دوسرے الفاظ میں مجاہد کے لئے صحیح مسلمان ومؤمن ہونا ضروری ہے۔

مثلاً دیکھئے سورۃ الانعام آیت نمبر ۸۲

۵) صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اعمال کی مقبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے، لہٰذا جہاد اور

ہر عمل کے لئے عقیدۂ صحیحہ کے ساتھ خلوصِ نیت بھی ضروری ہے۔ (نیز دیکھئے صحیح بخاری:۱)

٦) سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (کے موقع) پر فرمایا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الذُّنُوْبَ وَالْخَطَايَا.))

کیا میں تمھیں مومن کے بارے میں نہ بتادوں؟

(مومن وہ ہے) جسے لوگ اپنے اموال اور جانوں کے بارے میں امین قرار دیں۔

اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور غلطیوں سے دُور رہے۔

(کتاب الزہد للامام عبداللہ بن المبارک: ۸۲٦ وسندہ صحیح)

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

سیدنا فضالہ بن عبید اللیثی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے راوی ابو علی عمرو بن مالک الجنبی الہمدانی المصری رحمہ اللہ ثقہ تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۵۱۰۵)

ابو علی الجنبی سے اس حدیث کے راوی ابو ہانی حمید بن ہانی الخولانی المصری رحمہ اللہ صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ تھے۔ (دیکھئے الکاشف للذہبی ۱/۲۰۱ ت ۱۲۵٦)

امام دارقطنی نے فرمایا: ''مصري لا بأس به''

پھر فرمایا: ''ثقة'' (سوالات البرقانی للدارقطنی: ۹۵)

انھیں حافظ ابن حبان (۴/۱۴۹) اور ابن شاہین (ص ۷۱ ت ۲۷۵) نے ثقات میں ذکر کیا۔

حمید بن ہانی سے یہ حدیث ایک جماعت نے بیان کی ہے:

۱: ثقہ امام لیث بن سعد رحمہ اللہ وصرح بالسماع (کتاب الزہد لابن المبارک وعنہ احمد [٦/۲۲ ح ۲۳۹۵۸] وابن حبان [۴۸٦۲] والبغوی فی شرح السنۃ: ۱۴، وکذالک رواہ ابن عبدالحکم فی فتوح مصر

[ص ۲۷۷] ویعقوب بن سفیان الفارسی فی تاریخہ [۱/ ۳۴۱۔۳۴۲] والحاکم [۱/ ۱۰۔۱۱ ح ۲۴] والطبرانی فی الکبیر [۱۸/ ۳۰۹ ح ۷۹۶] والبیہقی فی شعب الایمان [۱۱۱۲۳])

۲: عبداللہ بن وہب المصری (سنن ابن ماجہ: ۳۹۳۴، مسند البزار: ۳۷۵۲، کتاب الایمان لابن مندہ ۱/ ۳۵۲ ح ۳۱۵، مسند الشہاب للقضاعی: ۱۳۱)

کتاب الایمان لابن مندہ میں عبداللہ بن وہب کے سماع کی تصریح موجود ہے۔

اس حدیث کے دیگر شواہد بھی ہیں اور یہ روایت بذاتِ خود حسن لذاتہ یا صحیح لذاتہ ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس (حدیث) سے مراد یہ ہے کہ مومن اپنے اسلام کو مکمل کرنے والا، اس میں احسان کرنے والا۔ (کتاب الایمان لابن مندہ ۱/ ۴۵۲)

اس صحیح حدیث سے صاف ثابت ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے میں اپنے نفس کو مائل کرنا اور صراطِ مستقیم پر لگا دینا بھی جہاد ہے۔

۷) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو دفعہ پوچھا گیا: کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد (یعنی حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا: ((كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.))

ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنا۔ (مسند احمد ۵/ ۲۵۶ ح ۲۲۲۰۷ وسندہ حسن)

ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے تین دفعہ پوچھا تھا: یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سا جہاد سب سے محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ((كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِإِمَامٍ جَائِرٍ.))

کلمۂ حق جو ظالم حکمران کے سامنے کہا جائے۔ (مسند احمد ۵/ ۲۵۱ ح ۲۲۱۵۸ وھو حدیث حسن)

اس حدیث کے راوی ابو غالب البصری نزیل اصفہان کے بارے میں امام دارقطنی کا قول باہم متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہے اور ابو غالب پر درج ذیل محدثین کی جرح ثابت ہے:

۱: ابن سعد، قال: منكر الحديث

۲: ابوحاتم الرازی، قال: ليس بالقوي

۳:   ابن حبان، قال: منكر الحديث على قلته لايجوز الاحتجاج به إلا بما يوافق الثقات.

۴:   بیہقی، قال: ''أبو غالب و عتبة بن أبي حكيم غير قويين''

(السنن الکبریٰ ۳/۴۳)

۵:   نسائی، قال: ضعیف (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۶۶۴)

۶:   ابن الجوزی (ذکرہ فی الضعفاء والمتروکین ۱/ ۱۹۸ ت ۷۹۶)

ان کے مقابلے میں درج ذیل محدثین سے ابو غالب حزور کی توثیق ثابت ہے:

۱:   یحییٰ بن معین، قال: ''صالح الحديث'' (کتاب الجرح والتعدیل ۳/ ۳۱۶)

وقال: ''ليس به بأس'' (سوالات ابن الجنید: ۱۱۰)

فائدہ: جسے امام ابن معین ليس به بأس کہیں تو وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔

(دیکھئے التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ۵۹۲ تحت ح ۱۴۲۳)

نیز امام ابن معین نے فرمایا: ''ثقة'' (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۹۱۷)

۲:   ترمذی (حسن لہ فی سننہ: ۳۰۶۰، وصحح لہ: ۳۲۵۲)

۳:   حاکم (صحح لہ فی المستدرک ۲/ ۲۱ ح ۲۱۹۶ ووافقہ الذھبی!)

۴:   ابن عدی، قال: ولم أر في أحاديثه حديثًا منكرًا جدًا، وأرجو أنه لا بأس به. (الکامل ۲/ ۸۶۱ نسخہ اخریٰ ۳/ ۳۹۸)

۵:   ابن الملقن (حسن حدیثہ فی البدر المنیر ۲/ ۱۹۰)

۶:   بوصیری (حسن لہ فی اتحاف المھرۃ ۷/ ۲۷۶ ح ۶۸۳۷)

☆ حافظ ذہبی کے اقوال متناقض ہونے کی وجہ سے ساقط ہیں۔

۷:   ہیثمی، قال: وهو ثقة وفيه كلام (مجمع الزوائد ۴/ ۴۴)

۸:   بغوی (حسن لہ فی شرح السنۃ: ۸۳۸، ۲۴۷۳)

۹:   المنذری (وثقہ فی الترغیب ۳/ ۱۴۴، انظر السلسلۃ الصحیحۃ ۱/ ۵۴۱ ح ۴۷۰)

خلاصۃ التحقیق: جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے ابو غالب حزور رحمہ اللہ صدوق حسن الحدیث راوی ہیں، لہٰذا کلمۃ حق والی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

۸) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ، يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ.))

اللہ نے مجھ سے پہلے جو بھی نبی بھیجا تو اس کی امت میں سے اس نبی کے حواری اور صحابہ ہوتے تھے، جو اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کی اقتدا کرتے تھے، پھر ان کے بعد ایسے اخلاف آئے جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے اعمال کرتے تھے جن کا انھیں حکم نہیں دیا گیا تھا، پس جو شخص اپنے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور جو اپنی زبان کے ساتھ ان سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور جو اپنے دل کے ساتھ ان سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر ایمان نہیں۔

(صحیح مسلم: ۵۰، ترقیم دارالسلام: ۱۷۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہلِ بدعت کا طاقت، نیز تحریر وتقریر اور مناظرات کے ذریعے سے مدلل رد کرنا بھی جہاد ہے، بلکہ مبتدعین سے دلی بغض رکھنا بھی جہاد ہے۔

۹) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ جَاءَ مَسْجِدَنَا هٰذَا يَتَعَلَّمُ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ...))

جو شخص ہماری اس مسجد میں خیر سیکھنے یا سکھانے کے لئے آیا تو وہ اللہ کے راستے میں مجاہد کی طرح ہے۔

(المستدرک ۱/ ۹۱ ح ۳۰۹ وسندہ حسن، ح ۳۱۰ وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین! ، المدخل الی السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۶۱)

نیز دیکھئے سنن ابن ماجہ (۲۲۷ وصححہ البوصیری) مسند احمد (۲/ ۴۱۸) شعب الایمان للبیہقی (۱۶۹۸) صحیح ابن حبان (موارد الظمآن: ۸۱) مستدرک الحاکم اور مختصر اضواء المصابیح تحقیق مشکوٰۃ المصابیح (۷۴۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد نبوی میں علم کا سیکھنا اور سکھانا جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس حالت میں استاذ وشاگرد دونوں مجاہدین فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جناب مبشر احمد ربانی صاحب حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

''مصارف زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ کی مد میں طالب علم شامل ہیں''

(احکام ومسائل، کتاب وسنت کی روشنی میں ج۱ص۲۵۳)

ربانی صاحب حفظہ اللہ نے مزید لکھا ہے:

''معلوم ہوا کہ طالب علم مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور مصارف زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہونا تو بالاتفاق ہے اور جب طالب علم مجاہد کی طرح ہے تو جیسے مجاہد پر مال زکوٰۃ صرف کرنا درست ہے، اسی طرح طالب علم پر مال زکوٰۃ صرف کرنا بھی بالکل صحیح اور درست ہے۔ لہٰذا طلباء کے لیے اموال زکوٰۃ صرف کرنے چاہییں، وہ ان کی کتب، رہائش اور خوراک وغیرہ پر خرچ ہوں، یا کسی اور ضرورت پر، شرعاً بالکل صحیح اور درست ہے۔''

(احکام ومسائل، کتاب وسنت کی روشنی میں ج۱ص۲۵۳)

۱۰) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((..... وَمَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبَةِ وَيُقَاتِلُ لِلْعَصَبَةِ فَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي . إلخ))

اور جو شخص جاہلیت (بدعت وعصبیت) کے جھنڈے تلے مارا جائے، وہ پارٹی (قوم) کے لئے غصہ کرتا تھا اور پارٹی کے لئے قتال کرتا تھا تو وہ میری امت میں سے نہیں۔

(صحیح مسلم: ۱۸۴۸، دارالسلام: ۴۷۸۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ (صحیح مسلم: ۴۷۸۶)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کفار ومرتدین اور اہلِ بدعت کے سائے تلے قتال

کرنا جائز نہیں اور نہ قوم پرستی، وطن پرستی اور حزبیت کی جنگیں جائز ہیں۔

عمیہ کا مطلب غیر واضح معاملہ اور عصبیت ہے۔اس لحاظ سے یہ لفظ یہاں جاہلیت، گمراہی اور بدعات کے مفہوم میں مستعمل ہے۔واللہ اعلم

۱۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے، پھر جب آپ (مدینے کے مغرب کی طرف) وبرہ والی پہاڑی کے پاس پہنچے تو ایک آدمی آیا جو کہ جراءت اور بہادری کے ساتھ مشہور تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اسے دیکھا تو خوش ہوئے، پھر جب وہ قریب آیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

میں آپ کی طرف سے لڑنے کے لئے آیا ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: ((فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ))

پس واپس چلا جا، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔ وہ واپس گیا، پھر دوبارہ آیا تو اسی طرح کہا۔آپ نے وہی بات دوبارہ فرمائی، پھر وہ واپس گیا اور تیسری دفعہ آکر اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب (ہمارے ساتھ) چلو۔ (صحیح مسلم: ۱۸۱۷، دارالسلام: ۴۷۰۰)

۱۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی جنگوں (صفین اور جمل) سے علیحدہ رہے تھے، ان سے پوچھا گیا: "أَلَا تَغْزُو؟" کیا آپ جہاد نہیں کرتے؟

انھوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ (ارکان) پر ہے:

لا الٰہ الا اللہ اور ان محمداً عبدہ ورسولہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح مسلم: ۱۶، ترقیم دارالسلام: ۱۱۳)

۱۳) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ایک آدمی نے جہاد کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.)) پس ان دونوں (کی خدمت) میں جہاد کر۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الوالدین ح ۳۰۰۴)

اس حدیث (اور دیگر دلائل) سے استدلال کرتے ہوئے حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''جہاد فرض عین ہے، لیکن بقدر استطاعت اور والدین کی اجازت ہے۔''

(احکام ومسائل ج ۲ ص ۶۸۳)

حافظ عبدالمنان صاحب رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

''.....ان جہادوں میں جانے کے لئے والدین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے صحیح بخاری اور ابو داود میں حدیثیں دیکھ لیں اور اس سلسلہ میں مجلۃ الدعوۃ میں حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ کا ایک مضمون چھپا تھا وہ مطالعہ فرمالیں اگر والدین سے اجازت لیے بغیر جہاد میں چلا گیا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عقوق الوالدین کو کبائر میں شمار فرمایا ہے۔ دین وقرض کے علاوہ شہید فی سبیل اللہ کے تمام گناہ شہادت کے ساتھ معاف ہوجاتے ہیں۔ ۲۱/۱/۱۴۲۰ھ'' (احکام ومسائل ج ۱ ص ۴۶۱۔۴۶۲)

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

''ان جہادی گروہوں میں سے کسی ایک میں شامل ہونے کی فرضیت کتاب وسنت سے ثابت نہیں، اور نہ ہی کوئی جہادی گروہ اپنے اندر لوگوں کی شمولیت کو فرض گردانتا ہے، لہٰذا کسی سبب سے علیحدگی انسان کو گنہگار نہیں کرتی۔'' (احکام ومسائل ج ۲ ص ۶۷۳)

حافظ صاحب رحمہ اللہ نے تنظیموں میں شمولیت کے بارے میں فرمایا:

''دوسرے عالم کا موقف ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا)) [بخاری الفتن، کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ] [ان تمام گروہوں سے الگ رہو] درست ہے ...اس لیے کسی تنظیم میں رسمی شمولیت کے بغیر بر وتقویٰ کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانا اور ان سے تعاون کرنا ضروری ہے۔ کما تقدم فی الرقم الثانی ۲۵/۲/۱۴۲۱ھ''

(احکام ومسائل ج ۲ ص ۶۷۳)

۱۴) فضائلِ جہاد پر قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں، جن میں سے بعض کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (دیکھئے المائدہ:۳۵)

(۲) مجاہدین اور غیر مجاہدین برابر نہیں۔ (النساء:۹۵۔۹۶)

(۳) ہر عمل کا بہترین بدلہ ملتا ہے۔ (التوبہ:۱۲۰۔۱۲۱)

(۴) جہاد بہترین تجارت ہے اور اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (الصف:۱۰۔۱۳)

(۵) مسجد حرام کی آبادکاری اور حاجیوں کو پانی پلانے سے جہاد افضل ہے۔ (التوبہ:۱۹۔۲۱)

(۶) جہاد ہر حال میں کامیابی ہے۔ (التوبہ:۵۲ ملخصاً)

(۷) دنیا و آخرت میں مجاہدین کی بہترین زندگی۔ (آلِ عمران:۱۶۹۔۱۷۱)

(۸) اجر عظیم کا حصول۔ (النساء:۷۴۔۷۶) **وغیر ذلك**

اور اسی طرح بہت سی احادیث صحیحہ سے جہاد و مجاہدین کی فضیلت ثابت ہے، جن میں سے بعض احادیث حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کی اس کتاب (کتاب الاربعین فی الحث علی الجہاد) میں موجود ہیں۔

۱: نعیم بن ہمار الغطفانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

"أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ؟" شہیدوں میں سے کون افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: ((الَّذِيْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ فِي الصَّفِّ حَتَّى يُقْتَلُوْا، أُولٰئِكَ فِي الْغُرُفِ الْعُلٰى .))

جو لوگ (میدانِ جہاد کی) صف میں قتل ہو جانے تک اپنے چہرے نہیں پھیرتے، یہ لوگ اعلیٰ باغیچوں میں ہوں گے۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۸/۹۴ ت ۲۳۰۸ من حدیث قیس الجذامی عن نعیم رضی اللہ عنہ وسندہ حسن)

۲: سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَاللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُلَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيَرَى

مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيْمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ.))

اللہ کے پاس شہید کی چھ صفتیں ہیں:

(۱) اس کا پہلی دفعہ خون بہتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(۲) وہ جنت میں اپنا مقام دیکھتا ہے۔

(۳) اسے عذابِ قبر سے بچا لیا جاتا ہے۔

(۴) وہ (قیامت کے دن) سب سے بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔

(۵) اسے ایمان کا لباس پہنایا جائے گا اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی۔

(۶) وہ اپنے رشتہ داروں میں سے ستر انسانوں کی شفاعت کرے گا۔

(سنن ابن ماجہ: ۲۷۹۹ وسندہ حسن، سنن الترمذی: ۱۶۶۳، وقال: ھذا حدیث "حسن صحیح غریب")

۳: سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر والد غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَبْكِيهِ أَوْ مَا تَبْكِيهِ - مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ.)) اس پر نہ روؤ، یا کیوں رو رہے ہو؟ اسے فرشتے اپنے پروں کے سائے تلے اٹھاتے ہوئے اوپر لے گئے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۴۰۸۰)

۴: سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ وَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا ، قَالَ: أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ.))

آج رات میں نے (خواب میں) دیکھا، میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اوپر ایک درخت کے پاس لے گئے اور ایک گھر میں داخل کیا جو سب سے اچھا اور افضل ہے، میں نے ایسا اچھا گھر کبھی نہیں دیکھا۔

فرمایا: یہ گھر شہیدوں کا گھر (دارالشہداء) ہے۔ (صحیح بخاری:۲۷۹۱)

۵: سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رات کا پہرا دینا ایک مہینے کے روزے رکھنے اور قیام سے بہتر ہے، پہرا دینے والا اگر فوت ہو جائے تو اس کا عمل جو کرتا تھا جاری رہتا ہے، اس کا رزق اسے ملتا رہتا ہے اور وہ (قبر کے) فتنے (عذابِ قبر) سے بچ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم:۱۹۱۳، دارالسلام:۴۹۳۸)

۶: جب سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بنو قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے جہادی مہم پر روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: ((فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)) میرے والد اور والدہ آپ پر قربان ہوں۔ (صحیح بخاری:۳۷۲۰)

اس حدیث میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور جہاد کی بڑی فضیلت ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کو اپنا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے ورنہ قربانی پیش کرنے کا کیا مطلب تھا؟

وغیر ذلك من الأحاديث الصحيحة في فضائل الجهاد

۱۵) یزید بن ابی نُشبہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک روایت مروی ہے جس میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ إِلٰى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ، لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ'' جب سے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے، جہاد جاری رہے گا یہاں تک کہ میرا آخری امتی دجال سے جنگ کرے گا، اسے کسی ظالم (حکمران) کا ظلم اور عادل کا عدل باطل نہیں کرے گا۔

(سنن ابی داود:۲۵۳۲، سنن سعید بن منصور:۲۳۶۷)

یہ روایت بلحاظِ سند ضعیف ہے۔ اس کا راوی یزید بن ابی نشبہ: مجہول ہے۔

(تقریب التہذیب:۷۷۸۵، الکاشف للذہبی:۶۴۷۵)

یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن واضح رہے کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور یہ تمھیں ناپسند ہے۔ (سورۃ البقرہ:۲۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر رکھی گئی ہے، اجر بھی ہے اور مالِ غنیمت بھی۔ (صحیح البخاری: کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد ماض مع البر والفاجر، ح ۲۸۵۲ وصحیح مسلم ۹۹/۳/۱۷، دارالسلام: ۴۸۴۹)

سَلَمہ بن نُفَیل الکِندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ...... حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ))

اور میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا...... حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

(سنن النسائی ۶/۲۱۴، ۲۱۵ ح ۳۵۹۱، وإسنادہ صحیح / عمدۃ المساعی فی تحقیق سنن النسائی ج ۲ ص ۳۵۹ قلمی لراقم الحروف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا ، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) یہ دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت دین کے لئے قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔

(صحیح مسلم: ۱۹۲۲ دارالسلام: ۴۹۵۳ عن جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ)

ان احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

ابن ہمام (حنفی متوفی ۶۱ ۷ھ) لکھتے ہیں: " وَلَا شَكَّ أَنَّ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ أَنَّ الْجِهَادَ مَاضٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ يُنْسَخْ ، فَلَا يُتَصَوَّرُ نَسْخُهُ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا، یہ منسوخ نہیں ہوا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات) کے بعد اس کی منسوخیت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۱۹۰ کتاب السیر)

مشہور جلیل القدر تابعی امام مکحول الشامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) فرماتے ہیں:

" إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمِائَةَ دَرَجَةٍ ، مَابَيْنَ الدَّرَجَةِ إِلَى الدَّرَجَةِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "

بے شک جنت میں سو درجے ہیں، ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان زمین وآسمان جتنا فاصلہ ہے، انھیں اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے (مجاہدین) کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۴/۵ ح ۱۹۳۵۳ وسندہ صحیح)

اس بہترین قول کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے۔ (دیکھئے البخاری: ۲۷۹۰)

خلاصۃ التحقیق: جہاد قیامت تک، کافروں اور مبتدعین کے خلاف جاری رہے گا۔

جہاد کی بہت سی قسمیں ہیں:

۱: زبان کے ساتھ جہاد کرنا

۲: قلم کے ساتھ جہاد کرنا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَيْدِيْكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ)) اپنے ہاتھوں اور زبانوں کے ساتھ مشرکوں سے جہاد کرو۔

(المختارۃ للضیاء المقدسی ج ۵ ص ۳۶ ح ۱۶۴۲ واللفظ لہ، سنن ابی داود: ۲۵۰۴)

۳: مال کے ساتھ جہاد کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر اس خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے اُن کے رب کے پاس اجر ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۲۶۲)

۴: اپنی جان کے ساتھ جہاد کرنا (جہاد بالنفس)

اس کی دو قسمیں ہیں:

اول: اپنے نفس کی اصلاح کر کے اُسے کتاب وسنت کا مُطیع وتابع کر دینا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ((اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ)) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (الترمذی: ۱۶۲۱ وقال: "حدیث حسن صحیح"، وسندہ حسن وصححہ ابن حبان/ موارد: ۱۶۲۴ والحاکم علی شرط مسلم ۷۹/۲ ووافقہ الذہبی)

دوم: اللہ کے راستے میں قتال کرنا

اس کے بے شمار دلائل ہیں جن میں سے بعض حوالے اس جواب کے شروع میں گزر چکے ہیں۔ اگر شرائط اسلامیہ کے مطابق ہو تو سب سے افضل جہاد یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ)) جو شخص مشرکوں سے اپنے مال اور اپنی جان (نفس) کے ساتھ جہاد کرے۔ پوچھا گیا: کون سا مقتول سب سے بہتر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ))

جس کا خون (کافروں کے ہاتھوں) بہا دیا جائے اور اس کا گھوڑا کاٹ (کر مار) دیا جائے۔ (سنن ابی داود: ۱۴۴۹، وسندہ حسن)

یاد رہے کہ دہشت گردی اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کا، جہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام ابوحاتم الرازی اور امام ابوزرعہ الرازی رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

ہر زمانے (اور علاقے) میں ہم مسلمان حکمران کے ساتھ جہاد اور حج کی فرضیت پر عمل پیرا ہیں...... جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (نبی و رسول بنا کر) مبعوث فرمایا ہے، مسلمان حکمرانوں کے ساتھ مل کر (کافروں کے خلاف) جہاد جاری رہے گا۔ اسے کوئی چیز باطل نہیں کرے گی۔" [یعنی جہاد ہمیشہ جاری رہے گا]

(اصل السنۃ واعتقاد الدین: ۱۹، ۲۳، الحدیث حضرو: ۲ص ۴۳)

نیز دیکھئے الحدیث: ۳ص ۲۶

دکتور عبداللہ بن احمد القادری نے " الجهاد فی سبيل الله ، حقيقته و غايته " کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے، ساڑھے گیارہ سو سے زائد صفحات کی اس کتاب میں عبداللہ بن احمد صاحب جہاد کی بہت سی قسمیں بیان کرتے ہیں:

جہادِ معنوی:

جهاد النفس، (نفس سے جہاد)

جهاد الشيطان (شیطان سے جہاد)

جهاد الفرقة و التصدع (تفرق اور انتشار کے خلاف جہاد)

جهاد التقليد (تقلید کے خلاف جہاد)

جهاد الأسرة (خاندانی رسومات کے خلاف جہاد)

جهاد الدعوة (دین کی دعوت دینا)

جہاد مادی:

اعداد المجاهدين (مجاہدین کی تیاری)

الجهاد بالأنفس و الأموال (نفس اور مال کے ساتھ جہاد)

انشاء المصانع الجهادية (جہادی قلعوں کی تیاری) (ج اص ۲۷۳)

لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت دینا، تقلید اور بدعات کے خلاف پوری کوشش کرنا بھی بہت بڑا جہاد ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" فَالرَّادُّ عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ مُجَاهِدٌ" پس اہلِ بدعت کا رد کرنے والا مجاہد ہے۔

(نقض المنطق ص ۱۲ و مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۱۳/۴)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ((كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ))

ظالم حکمران کے سامنے عدل (انصاف، حق) والی بات کہنا۔

(مسند احمد ۲۵۶/۵ ح ۲۲۵۶۱ وسندہ حسن لذاتہ، وابن ماجہ: ۴۰۱۲)

مدرسے و مساجد تعمیر کرنا، لوگوں کو قرآن و حدیث علی فہم السلف الصالحین کی دعوت دینا، اس کے لئے تقریریں و مناظرے کرنا اور کتابیں لکھنا، یہ سب جہاد ہے۔

آخر میں دو حدیثیں پڑھ لیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهِ ، كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ ......))

اللہ کے راستے میں مجاہد کی مثال، اور اللہ جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے (مسلسل) روزہ دار اور (راتوں کو) قیام کرنے والے کی طرح ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۷۸۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ، وَمَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبَةِ وَيُقَاتِلُ لِلْعَصَبَةِ فَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي ....))

جو شخص (خلیفہ کی) اطاعت سے نکل گیا اور (مسلمانوں کی) جماعت (یا اجماع) کی مخالفت کی تو اُس کی موت جاہلیت کی موت ہے، اور جو شخص اندھے (جاہلیت کے) جھنڈے کے نیچے مارا گیا، وہ خاندان کے لئے غصہ اور قتال کرتا تھا تو یہ شخص میری اُمت میں سے نہیں ہے...... الخ

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظھور الفتن ۵۴/۱۸۴۸ دار السلام: ۴۷۸۸)

۱۶) ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین سے فرمایا: تم خیر سے لوٹے ہو، جہادِ صغیر (جہادِ اصغر) سے جہادِ اکبر کی طرف واپس آئے ہو۔ (کتاب الزہد للبیہقی: ۳۷۳)

یہ روایت سخت ضعیف و مردود ہے۔ دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام یعنی فتاویٰ علمیہ (ج ۲ ص ۲۰۸۔ ۲۱۰)

۱۷) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: "فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَرَاهِمُ أَنْفَقْنَاهَا فِي الذَّهَابِ إِلَى عَدْنٍ ۔ يَعْنِي إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَكَمِ "

ہم نے عدن یعنی ابراہیم بن الحکم (العدنی رحمہ اللہ) کے پاس جانے کے لئے جو درہم خرچ کئے تھے وہ اللہ کے راستے میں ہیں۔ (سوالات الاثرم للامام احمد ص ۲۵ رقم ۳)

امام ابوبکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی المکی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وَاللّٰهِ ! لَأَنْ أَغْزُوَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَرُدُّوْنَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْزُوَ عِدَّتَهُمْ مِنَ الْأَتْرَاكِ " اللہ کی قسم! اگر میں ان لوگوں سے جہاد کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث رد کر دیتے ہیں، مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ان جتنے (کافر) ترکوں

سے جہاد کروں۔ (ذم الکلام للہروی ۲/ ۱۷ ح ۲۲۸ وسندہ حسن)

۱۸) اس طویل مقدمے کے بعد آخر میں عرض ہے کہ راقم الحروف نے حافظ ابن عساکر کی کتاب الاربعین فی الحث علی الجہاد پر درج ذیل کام کیا ہے:

۱: متون واسانید کی تصحیح

۲: احادیث وروایات کی تحقیق وتخریج

۳: فوائد

احادیث سے مستنبط فوائد کو مناسب مقامات پر جمع کردیا۔

۴: راویانِ حدیث کا تعارف

۵: عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے۔

۶: مفصل اور جامع مقدمہ لکھا، جس میں حافظ ابن عساکر، کتبِ جہاد اور جہاد کے بارے میں معلومات جمع کردیں۔

۷: شروع کی فہرست کے ساتھ کتاب کے آخر میں آیات، احادیث وآثار، اسماء الرجال اور اہم موضوعات (اشاریہ) کی فہرستیں مرتب کر کے درج کردی ہیں تاکہ عام قارئین کو حوالہ تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اس کتاب کی نظر ثانی استاد محترم حافظ عبدالحمید ازہر المدنی حفظہ اللہ اور تلمیذ محترم حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انھیں دنیا وآخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر ومصائب سے کلیتاً محفوظ رکھے، نیز میری اس کوشش (جو فضائلِ جہاد کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے) کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین (۱/ مارچ ۲۰۱۲ء)

الْأَرْبَعُوْنَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْجِهَادِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَافِعِ السَّبْعِ الشِّدَادِ، وَبَاسِطِ الْأَرْضِ تَحْتَهَا كَالْمِهَادِ، وَمُثَبِّتِهَا بِرَاسِيَاتِ الْجِبَالِ وَالْأَطْوَادِ، وَجَاعِلِهَا لَهَا كَيْ لَا تَمِيْدَ كَالْأَوْتَادِ، الْمُنَزَّهِ عَنِ اتِّخَاذِ الصَّاحِبَةِ وَالْأَوْلَادِ، اَلْمُتَعَالِيْ عَنِ الْإِسْتِنْجَادِ بِالشُّرَكَاءِ وَالْأَنْدَادِ، أَحْمَدُهُ عَلٰى نِعَمِهِ الَّتِي لَا تُحْصَى بِالتَّعْدَادِ، وَأُؤْمِنُ بِهِ إِيْمَانَ مَنْ وَحَّدَهُ عَنِ الْأَضْدَادِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، مُبْدِعُ الْحَيَوَانِ وَالْجَمَادِ، شَهَادَةً أَجْعَلُهَا ذُخْرًا لِيَوْمِ الْمَعَادِ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، الْهَادِيْ إِلَى الرَّشَادِ، وَالْفَاتِحُ سَبِيْلَ الْحَقِّ بَعْدَ الْإِنْقِفَالِ وَالْإِنْسِدَادِ، وَالْمُخْتَارُ مِنَ الْعِتْرَةِ الطَّاهِرَةِ وَالسَّادَةِ الْأَمْجَادِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ صَلَاةً دَائِمَةً إِلٰى يَوْمِ التَّنَادِ. أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ الْمَلِكَ الْعَادِلَ الزَّاهِدَ الْمُجَاهِدَ الْمُرَابِطَ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِلسَّدَادِ، وَأَعَانَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِمَصَالِحِ الْعِبَادِ، وَأَمَدَّهُ مِنْ فَضْلِهِ بِصَالِحِ الْإِمْدَادِ، وَأَعَزَّ نَصْرَهُ بِجُنْدِهِ، وَشَدَّ أَزْرَهُ بِالْإِمْدَادِ، أَحَبَّ أَنْ أَجْمَعَ لَهُ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِي الْجِهَادِ، تَكُوْنُ وَاضِحَةَ الْمَتْنِ، مُتَّصِلَةَ الْأَسْنَادِ، تَحْرِيْضًا لِلْمُجَاهِدِيْنَ الْأَجْلَادِ، وَأُوْلِي الْهِمَمِ الْعَالِيَةِ وَالسَّوَاعِدِ الشِّدَادِ، وَذَوِي الْمُرْهَفَاتِ الْمَاضِيَةِ، وَالْأَسِنَةِ الْحِدَادِ، لِيَكُوْنَ لَهُمْ تَحْضِيْضًا عَلَى الصِّدْقِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَالْجِلَادِ، وَتَحْرِيْضًا عَلٰى قَلْعِ ذَوِي الْكُفْرِ وَالْعِنَادِ، الَّذِيْنَ سَعَوْا بِكُفْرِهِمْ فِي الْبِلَادِ، وَأَكْثَرُوْا فِيْهَا مِنَ الْبَغْيِ وَالْفَسَادِ، صَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّنَا سَوْطَ عَذَابٍ، إِنَّهُ لَبِالْمِرْصَادِ، فَسَارَعْتُ إِلَى امْتِثَالِ مَا الْتَمَسَ مِنَ الْمُرَادِ، وَجَمَعْتُ لَهُ مَا يَرْتَضِيْهِ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ وَالْإِنْتِقَادِ، وَاجْتَهَدْتُ فِيْ جَمْعِهَا غَايَةَ

الْإِجْتِهَادِ ، رَجَاءَ أَنْ يَحْصَلَ لِي أَجْرُ التَّبْصِيرِ وَالْإِرْشَادِ ، وَاللّٰهُ الْمَوَفِّقُ لِلصَّوَابِ فِي الْإِصْدَارِ وَالْإِيْرَادِ ، وَالْمُسَدِّدُ فِي الْأَقْوَالِ فِي الْإِسْهَابِ وَالْإِقْتِصَادِ .

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ الْأَدِيبُ بِأَصْبَهَانَ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَنْصُورٍ :أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُقْرِي: أَنَا أَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ ابْنُ عَلِيٍّ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ ابْنِ عُلَاثَةَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((**مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْمَا يَنْفَعُهُمْ مِنْ أَمْرِ دِيْنِهِمْ ، بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ دَرَجَةً ، اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ .**))

جہاد کی ترغیب میں چالیس حدیثیں

[مقدمہ]

اللہ ہی کے لئے حمد وثناء ہے جس نے سات مضبوط (آسمان) بلند کئے اور زمین کو بستر کی طرح بچھا دیا، عظیم اور بلند و بالا پہاڑوں کے ذریعے سے اسے ساکن کیا، ان (پہاڑوں) کو میخوں کی طرح گاڑ دیا تاکہ وہ (زمین) ہل نہ پائے۔ جو بیوی اور اولاد سے پاک ہے، شریکوں اور ہمسروں کی مدد طلب کرنے سے بہت بلند ہے۔ میں اللہ کی ان نعمتوں پر حمد بیان کرتا ہوں جن کا کوئی عدد احاطہ نہ کرسکتا۔ میں اللہ پر ایسے شخص کی مانند ایمان لاتا ہوں جو کہتا ہے کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہی جمادات اور حیوانات کو عدم سے پیدا فرمانے والا ہے، ایسی گواہی جسے میں قیامت کے دن اپنا ذخیرہ سمجھتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور بھلائی کا راستہ بتانے والے رسول ہیں، حق کا راستہ مقفل اور مسدود ہونے کے

بعد اسے کھولنے والے، پاک خاندان اور جلیل القدر سرداروں سے منتخب۔ آپ پر، آپ کی آل واصحاب پر قیامت تک مسلسل درود (وسلام) ہو۔ اما بعد:

عادل، زاہد، مجاہد اور مُرابط بادشاہ (نورالدین ابوالقاسم محمود بن اتابک زنگی الترکی رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ انھیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور رعیت کی فلاح و بہبود کے لئے ان کی مدد فرمائے، اور اپنے فضل سے ان کی بہترین مدد فرمائے اور اپنے لشکر سے ان کی نصرت فرمائے، بہترین فوجوں سے ان کی مدد فرمائے، ان کی فوج کو فاتح بنائے اور امداد کے ذریعے سے انھیں مضبوط رکھے۔

اس (عادل بادشاہ) نے پسند کیا کہ میں ان کے لئے جہاد کے بارے میں متصل سندوں اور واضح متون والی چالیس احادیث جمع کروں، جن میں عالی ہمت، سخت جان، مضبوط بازوؤں کے حامل چلنے والی تلواروں اور تیز دھار نیزوں والے مجاہدین کے لئے ترغیب (وفضیلت) ہو، تاکہ میدانِ جہاد میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور کفار ومعاندین کا قلع قمع کرنے کی ترغیب ہو، جنھوں نے اپنے کفر کے ساتھ زمین پر بغاوت وفساد کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ان کافروں پر رب تعالیٰ عذاب کا کوڑا برسائے، بے شک وہ گھات میں ہے۔

چنانچہ میں نے ان کے ارشاد کی تعمیل اور نیک خواہش کی تکمیل میں جلدی کی اور ان کے لئے ایسی احادیث جمع کر دیں جنھیں معرفت والے ناقدین پسند کرتے ہیں۔ میں نے اس امید پر انھیں جمع کرنے میں پوری کوشش کی ہے کہ مجھے بھی (دلائل) دکھانے اور راہنمائی کرنے کا اجر مل جائے۔

بیان واشاعت کی توفیق دینے والا اللہ ہی ہے اور وہی طویل ومختصر کلام میں راستی پر قائم رکھتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عساکر نے (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب ایک روایت اپنی سند سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص میری امت کے لئے چالیس حدیثیں یاد کرے گا، جن میں لوگوں کے دین کا فائدہ ہے تو قیامت کے دن، اسے علماء میں سے اٹھایا جائے گا اور عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت حاصل ہے، اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر درجے کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ ☆

....

[☆ حافظ ابن عساکر کی پیش کردہ یہ روایت موضوع ہے۔

اس کا راوی عمرو بن الحصین کذاب ومتروک ہے اور اس روایت کے تمام شواہد سخت ضعیف ومردود ہیں۔ اس باب میں صراحتاً صرف آثارِ سلف صالحین ہیں، جن کی وجہ سے متعین تعداد میں یعنی چالیس حدیثیں جمع کرنا، لکھنا اور پڑھنا پڑھانا جائز ہے۔]

الْحَدِيثُ الأَوَّلُ (١)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ السَمَرْقَنْدِيِّ بِبَغْدَادَ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّورِ: ثَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عِيسَى -إِمْلَاءً-: ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ: ثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الإِيمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((**إِيمَانٌ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ**))

فَسُئِلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((**ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ**))

قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((**حَجٌّ مَبْرُورٌ** .))

رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ عَنْ مَنْصُورٍ.

[افضل اعمال کا بیان]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔

کہا گیا: پھر کیا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: حج مبرور۔

اسے (امام) مسلم نے اپنی صحیح میں منصور کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح (متفق علیہ)

تخریج صحیح بخاری (۲۶، ۱۵۱۹)

صحیح مسلم (ترقیم فواد عبدالباقی: ۸۳، ترقیم دارالسلام: ۲۴۸)

فوائد

۱: ابن عساکر کی روایت مذکورہ میں "أَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ" کے الفاظ ہیں، جبکہ صحیح

مسلم اور صحیح بخاری (۱۵۱۹) میں "أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ" ہے اور ترجمہ متفق علیہ حدیث کے مطابق کیا گیا ہے۔

۲: ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح، مجھے ابھی تک نہیں ملی، لیکن صحیحین میں مدلسین کی روایات تصریحِ سماع یا متابعات پر محمول ہیں، نیز سنن الترمذی (۱۶۵۸ ، وَقَالَ: "هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ") میں اس کا حسن لذاتہ شاہد بھی ہے۔ والحمد للہ

۳: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمان عمل ہے اور افضل ترین عمل ہے۔

۴: احادیث میں بہت سے افضل اعمال کی صراحت ہے، مثلاً والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا وغیرہ۔ انھی میں سے حج مبرور اور جہاد فی سبیل اللہ بھی ہیں۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: سیدنا ابو ہریرہ عبد شمس الدوسی الیمانی رضی اللہ عنہ

آپ کا (پہلا) نام عبد شمس تھا۔ (دیکھئے التاریخ الکبیر للبخاری ۶/۱۳۲، وسندہ حسن)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ رات کو میں اسے ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیلتا تھا، پھر لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ مشہور کر دی۔

(سنن ترمذی: ۳۸۴۰ وقال: "حسن غریب" طبقات ابن سعد ۴/ ۳۲۹ وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدْعُوْنِي أَبَا هِرٍّ وَ يَدْعُوْنِي النَّاسُ أَبَا هُرَيْرَةَ."

رسول اللہ ﷺ مجھے ابو ہر کہتے تھے اور لوگ مجھے ابو ہریرہ کہتے تھے۔

(المستدرک ۳/ ۵۷۹ ح ۶۱۴۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷/ ۳۱۳ وسندہ حسن)

نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا:

''يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!...'' (صحیح بخاری:۹۹، صحیح مسلم:۲۷۱، دارالسلام:۸۲۴ وغیرہما)

ثابت ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ ابو ہریرہ اور ابو ہر دونوں طرح کہا کرتے تھے اور دوسرے لوگ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین) ابو ہریرہ کہتے تھے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش ہجرت نبوی سے تقریباً ۲۰ سال پہلے ہوئی۔

قبولِ اسلام: آپ نے ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر والے سال اسلام قبول کیا۔

آپ نبی ﷺ کی صحبت مبارکہ میں تین چار سال رہے۔ رضی اللہ عنہ

تلامذہ: آٹھ سو (۸۰۰) سے زیادہ تابعین

ابو احمد الحاکم الکبیر نے فرمایا: آپ سے آٹھ سو یا (اس سے بھی) زیادہ لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷/۳۱۱)

آپ کے شاگردوں میں سے بعض صحابہ اور مشہور تابعین کے نام درج ذیل ہیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، الحسن البصری، سالم بن عبداللہ بن عمر، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابووائل شقیق بن سلمہ، شہر بن حوشب، طاؤس بن کیسان، عامر الشعبی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، عبیداللہ بن ابی رافع، عروہ بن الزبیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، علی بن حسین بن ابی طالب، عمرو بن دینار، قاسم بن محمد بن ابی بکر، مجاہد بن جبر، محمد بن سیرین، محمد بن کعب القرظی، محمد بن المنکدر، نافع مولیٰ ابن عمر، ہمام بن منبہ، ابوادریس الخولانی، ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ابوصالح السمان، ابوالعالیہ الریاحی اور ابوعثمان النہدی وغیرہم رحمہم اللہ۔

معاصرین میں سے شیخ عبدالمنعم صالح العلی العزی نے آپ کے ۲۵ے شاگردوں کے نام مع حوالہ جات لکھے ہیں۔ (دیکھئے دفاع عن ابی ہریرہ ص ۲۷۳ تا ۳۱۲)

حلیہ مبارک: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (تابعی) نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید تھا، آپ

خوش مزاج اور نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھردرا پھٹا لباس پہنتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۳۔۳۳۴ وسندہ صحیح)

فضائل:

۱: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اور اس کی ماں کو مومنین کا محبوب بنادے اور ان کے دل میں مومنین کی محبت ڈال دے۔

(صحیح مسلم: ۲۴۹۱، دارالسلام: ۶۳۹۶)

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث سنیں، پھر آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان احادیث میں سے کسی ایک کو بھی کبھی نہ بھولے۔ (صحیح بخاری: ۲۰۴۷، صحیح مسلم: ۲۴۹۲)

۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس زیادہ رہتے تھے اور آپ ﷺ کی احادیث کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (سنن ترمذی: ۳۸۳۶ وسندہ صحیح)

۴: ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۲ وسندہ صحیح)

۵: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہر رات کے تین حصے مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ، ان کی بیوی اور ان کا بیٹا باری باری نوافل پڑھتے تھے اور اس طریقے سے سارا گھر ساری رات عبادت میں مشغول رہتا تھا۔

(دیکھئے کتاب الزہد للامام احمد: ۹۸۶، کتاب الزہد لابی داود: ۲۹۸ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۱/۳۸۲۔۳۸۳)

۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ امارت میں بھی خود لکڑیاں اٹھا کر بازار سے گزرا کرتے تھے۔ (کتاب الزہد لابی داود: ۲۹۷ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۱/۳۸۴۔۳۸۵)

۷: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر اُس شخص کے دشمن تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔

(طبقات ابن سعد ۴/۳۳۵ وسندہ صحیح)

۸: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۱/۲۵۳ وسندہ صحیح)

۹: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابو بکر محمد بن اسحاق الامام رحمہ اللہ نے بہترین کلام فرمایا، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

چار طرح کے آدمی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جرح کرتے ہیں:

اول: جہمی معطل (جو صفاتِ باری تعالیٰ کا منکر ہے)

دوم: خارجی (تکفیری جو مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج کا قائل ہے)

سوم: قدری (معتزلی جو تقدیر اور احادیث صحیحہ کا منکر ہے)

چہارم: جاہل (جو فقیہ بنا بیٹھا ہے اور بغیر دلیل کے) تقلید کی وجہ سے صحیح احادیث کا مخالف ہے۔ (دیکھئے المستدرک للحاکم ۳/۵۱۳ ح ۶۱۷۶ وسندہ صحیح)

۱۰: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

(صحیح بخاری: ۶۴۵۲)

۱۱: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا، جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

۱۲: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی، جیسا کہ امام نافع کے بیان سے ظاہر ہے۔ (دیکھئے التاریخ الصغیر/ الاوسط للبخاری ۱/۱۲۶، وسندہ صحیح)

۱۳: حافظ ذہبی نے فرمایا: ''أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْإِمَامُ الْفَقِيْهُ الْمُجْتَهِدُ الْحَافِظُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ... سَيِّدُ الْحُفَّاظِ الْأَثْبَاتِ'' (سیر اعلام النبلاء ۲/ ۵۷۸)

حافظہ: اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو (نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے) عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا: وہ کتاب گم ہو گئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوا دیں۔

آپ نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوا دیں (بعد میں جب وہ کتاب مل گئی) اور دونوں

کتابوں کو آپس میں ملایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔

(المستدرک للحاکم ۳/۵۱۰ وسندہ حسن)

علمی آثار:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۷۴ حدیثیں بیان کیں اور ان کی بیان کردہ احادیث یا آپ کی طرف منسوب احادیث میں سے ۳۸۷۸ مسند احمد میں موجود ہیں۔

۲: آپ کے شاگرد ہمام بن منبہ یمنی رحمہ اللہ نے آپ سے، احادیث سن کر ۱۴۰ کے قریب حدیثوں کا ایک مجموعہ (صحیفہ ہمام) مرتب کیا تھا جو کہ سارے کا سارا بالکل صحیح ہے اور شائع شدہ ہے۔

۳: آپ عہدِ صحابہ میں دینی مسائل پر فتوے دیا کرتے تھے اور آپ امیر المومنین فی الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی و مجتہد بھی تھے۔

۴: کتاب الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی یا آپ کی طرف منسوب بارہ (۱۲) روایات ہیں: ۱، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۸، ۲۴، ۲۷، ۲۸، ۳۴، ۳۵، ۳۶

میدانِ جہاد:

۱: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حاضر تھے۔

(دیکھئے تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۲۳۲ وسندہ صحیح)

۲: آپ وادی القریٰ کے قتال، غزوۂ ذات الرقاع، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، غزوۂ تبوک اور قتال المرتدین، جنگ یرموک نیز ارمینیہ و جرجان کی جہادی جنگوں میں شریک تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب: دفاع عن ابی ہریرۃ ص ۴۶۔۵۵)

ایک عجیب واقعہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد ایک نوجوان نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی تو بغداد کی جامع مسجد کی چھت سے ایک بڑا سانپ گرا اور اس نوجوان کے پیچھے دوڑنا شروع کیا اور پھر جب اس نے توبہ کی تو سانپ غائب ہوگیا۔ یہ نوجوان اہلِ

الرائے میں سے (یعنی حنفی) تھا۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۳۲ ص ۱۴)

وفات: ۵۸ھ تقریباً

آپ مدینہ طیبہ کے قریب وادیٔ عقیق میں فوت ہوئے اور آپ کا جسم مبارک مدینہ لایا گیا۔ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بقیع الغرقد (عندالعوام: جنت البقیع) میں دفن کیا گیا۔ (دیکھئے الدفاع عن ابی ہریرۃ ص ۱۶۷)

آپ کی سیرت طیبہ اور دفاع پر شیخ عبدالمنعم صالح العلی الفری کی کتاب:
''دِفَاعٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ'' بہت عظیم و بہترین ہے۔ نیز دیکھئے: ''فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح روایات کی روشنی میں''

(۲۸/ دسمبر ۲۰۱۱ء)

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي (٢)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدُالْوَاحِدِ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ : أَنَا أَبُو عَلِيِّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ الْقَطِيْعِيُّ : ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي أَبِيْ: ثَنَا سُفْيَانُ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عِنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ :((**إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ**))

قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ :((**أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا ، وَأَغْلَاهَا ثَمَنًا**)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَجِدْ ؟ قَالَ : ((**تُعِيْنُ ضَائِعًا ، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ**))

قَالَ : فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ ؟ قَالَ :((**تَكُفُّ أَذَاكَ عَنِ النَّاسِ ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَنْ نَفْسِكَ** .))

مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مُوْسَى عَنْ هِشَامٍ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِى الرَّبِيعِ وَخَلَفِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ.

وَكَذَا قَالَ فِي الْحَدِيْثِ : صَانِعًا بِالصَّادِ .

[بہترین غلام آزاد کرنے کی فضیلت]

.....(سیدنا) ابوذر (الغفاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان اور اس کے راستے میں جہاد۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! کون سی گردن (غلام آزاد کرنا) افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: جو اپنے مالکوں کے نزدیک نفیس ترین ہوں اور قیمت میں بہت مہنگے ہوں۔

(میں نے) کہا: اگر میں یہ نہ پاسکوں تو؟

آپ نے فرمایا: کسی غریب کی مدد کرو یا بے ہنر (اناڑی) کا کام کردو۔

کہا: اگر میں اس کی بھی استطاعت نہ رکھوں تو؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کو تکلیف دینے سے رُک جاؤ، کیونکہ یہ صدقہ ہے جو تم اپنے آپ پر کرتے ہو۔

یہ (حدیث) متفق علیہ ہے، اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ضَائِعًا (غریب) کی جگہ صَانِعًا (کاری گر) آیا ہے۔

تحقیق صحیح متفق علیہ

تخریج صحیح بخاری (۲۵۱۸) صحیح مسلم (فواد: ۸۴، دار السلام: ۲۵۰) مسند احمد (۵/۱۵۰) وسندہ صحیح

فوائد

۱: حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کو مسند احمد کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲: اگر مقصود خیر ہو تو اہلِ علم سے دینی سوالات کرنا پسندیدہ امر ہے۔

۳: اہلِ اسلام کا آپس میں خیر خواہی کرنا اور بالخصوص کمزوروں کے کام آنا، دین اسلام کا اہم مسئلہ ہے۔

۴: دوسروں کا نقصان کرنا گناہ ہے اور اس سے باز رہنا نیکی ہے۔

۵: عمدہ اور قیمتی غلام آزاد کرنا فضیلت والا عمل ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قیمتی اور پسندیدہ چیزیں ہی خرچ کرنی چاہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتی کہ ان (چیزوں) سے خرچ کرو جنھیں تم پسند کرتے ہو۔ (آلِ عمران: ۹۲)

۶: لوگوں کو تکالیف پہنچانا مذموم عمل ہے اور اس سے اجتناب باعثِ ثواب ہے۔

۷: ایک دوسرے سے ماتحت الاسباب تعاون کرنا مسنون اور بعض اوقات ضروری ہے۔

راوئ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوذر (جندب بن جنادہ) الغفاری رضی اللہ عنہ

آپ کے نام اور آپ کے والد کے نام میں بہت اختلاف ہے اور راجح وہی ہے جو ہم نے بریکٹوں میں لکھ دیا ہے۔

تلامذہ:

احنف بن قیس، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر، زر بن حبیش، سعید بن المسیب، سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ، سوید بن غفلہ، شہر بن حوشب، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابوعثمان النہدی وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ، شِبْهِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ.))

روئے زمین پر اور آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ ان سے زیادہ کوئی وفادار ہے، وہ (زہد میں) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی طرح ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۸۰۲ وقال: ''حسن غریب'' وصححہ ابن حبان [۲۲۵۸۔۲۲۵۹] والحاکم علیٰ شرط مسلم ۳/ ۳۴۲ ووافقہ الذھبی، وسندہ حسن)

۲: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے چار صحابیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے: علی، ابوذر الغفاری، سلمان الفارسی اور مقداد بن اسود الکندی

(مسند احمد ۵/ ۳۵۱ ح ۲۳۰۱۸ وسندہ حسن، سنن ترمذی: ۳۷۱۸ وقال: حسن غریب)

۳: آپ اوائل اسلام میں مسلمان ہوئے۔ مرثد بن عبداللہ الزمانی رحمہ اللہ (وثقہ ابن

خزیمۃ وابن حبان والحاکم والذھبی) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:
میں چوتھے نمبر پر مسلمان ہوا اور مجھ سے پہلے تین مسلمان ہوئے تھے۔

(المستدرک للحاکم ۳/۳۴۲ ح ۵۴۵۹ وصححہ الذہبی علٰی شرط مسلم، وسندہ حسن)

۴: کتاب الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی طرف ایک منسوب روایت (نمبر ۴۳، موضوع) اور آپ کی ایک حدیث (نمبر ۲، متفق علیہ) موجود ہیں۔

علمی آثار:

آپ نے ۲۸۱ حدیثیں بیان کیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۷۵)

وفات: آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۲ھ کو بمقام ربذہ فوت ہوئے۔
رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثُ (۳)

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْبَاقِي الْأَنْصَارِيُّ بِبَغْدَادَ : أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْجَوْهَرِيُّ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ: ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ: ثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقَسْمَلِيُّ: ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؟ قَالَ:((**أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ لِمَوَاقِيتِهَا**)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ : ((**بِرُّ الْوَالِدَيْنِ**)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ:((**اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**)) وَلَو اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي .

أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي صَحِيحَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

[اوقاتِ نماز میں نماز پڑھنے کی فضیلت]

.....(سیدنا) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ کہ تم نمازیں ان کے اوقات میں پڑھو۔ میں نے کہا: پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: والدین سے نیک سلوک کرنا۔ میں نے کہا: پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

اور اگر میں آپ سے مزید پوچھتا تو آپ مجھے مزید بتا دیتے۔

اسے بخاری اور مسلم نے ابوعمرو الشیبانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۴۷۶) مسند احمد (۱/ ۴۱۸، ۴۲۱)

اس روایت کی سند میں ابو اسحاق السبیعی مدلس ہیں اور سند عن سے ہے، لیکن ابو عمرو الشیبانی کی صحیح السند حدیث صحیح بخاری (۵۲۷) اور صحیح مسلم (فواد: ۸۵، دارالسلام: ۲۵۲۔۲۵۶) میں اسی مفہوم سے موجود ہے، لہٰذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔

فوائد

۱: ابو عمرو الشیبانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح سند سے یہ بھی ثابت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ((الصَّلٰوۃُ فِیْ أَوَّلِ وَقْتِهَا.)) اول وقت میں نماز پڑھنا۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/ ۱۶۹ ح ۳۲۷، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۴۷۵، الموارد: ۲۸۰)

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اسے حاکم وذہبی نے بھی صحیح کیا ہے۔

(دیکھئے المستدرک وتلخیصہ ۱/ ۱۸۸۔۱۸۹ ح ۶۷۵)

۲: شرعی عذر کے بغیر تاخیر سے نماز پڑھنا افضل عمل کے خلاف ہے، لہٰذا نماز ہمیشہ اول وقت میں پڑھیں۔

۳: والدین کے ساتھ حسن سلوک اور جہاد فی سبیل اللہ افضل اعمال میں سے ہیں۔

۴: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو جہاد سے مقدم ذکر کرنا، اس بات کی دلیل بھی ہے کہ جہاد کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار الہذلی المکی البدری المہاجر رضی اللہ عنہ

آپ کو ابن ام عبد بھی کہا جاتا تھا۔

پیدائش: آپ ہجرت مدینہ سے تقریباً ۳۰ (تیس) سال قبل پیدا ہوئے۔

تلامذہ: اسود بن یزید، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ، ربعی بن حراش، زاذان ابو عمر الکندی، زر بن حبیش، زید بن وهب، سعد بن ایاس الشیبانی، ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ، شریح بن الحارث، ابو وائل شقیق بن سلمہ، ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ، صلہ بن زفر، طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ، ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابو عثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی، عبیدہ بن عمرو السلمانی، علقمہ بن قیس النخعی اور مسروق بن الاجدع وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔ (دیکھئے تہذیب الکمال ۴/۲۸۴۔۲۸۵)

قبولِ اسلام:

آپ اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے اور آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ رضی اللہ عنہ

فضائل:

آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱: آپ نے مکی دور میں حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

۲: آپ غزوۂ بدر اور تمام غزوات میں شریک تھے۔

۳: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل۔
آپ نے سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود کا ذکر کیا۔ رضی اللہ عنہم

(صحیح بخاری: ۳۷۵۸، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

۴: سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

''صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ'' رسول اللہ ﷺ کے نعلین (جوتے) اٹھانے والے، بستر بچھانے والے اور آپ کے لئے وضو کا پانی اٹھانے والے تھے۔

(صحیح بخاری: ۳۷۴۲)

۵: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ وقار و سنجیدگی، ہیئت و صورت اور سیرت میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی شخص نبی ﷺ کے قریب تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۷۶۲)

یعنی آپ اتباعِ سنت کی کامل تصویر تھے۔ رضی اللہ عنہ

۶: سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور ان کی والدہ کثرت کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، لہٰذا ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ نبی ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۳، صحیح مسلم: ۲۴۶۰)

۷: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل و سیرت پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

حلیہ مبارک: آپ کا رنگ گندمی، قد مختصر اور جسم مبارک دُبلا کمزور تھا۔

(دیکھئے الاکمال مع المشکوۃ ج ۳ ص ۶۹۲ اور المستدرک للحاکم ۳/۳۱۳ ح ۵۳۷۰ وسندہ حسن)

علمی آثار: صحیحین میں آپ کی ۶۴ حدیثیں موجود ہیں اور بقی بن مخلد کی مسند میں ۸۴۰ ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱/۴۶۲)

نیز الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ دو روایتیں (۳، ۳۹) موجود ہیں۔

میدانِ قتال میں: آپ غزوۂ بدر اور تمام غزواتِ نبویہ میں شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: آپ کچھ دن بیمار رہ کر مدینہ طیبہ میں (۳۲ یا ۳۳ ہجری کو) فوت ہوئے اور اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ (دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی ۳/۳۸۹)

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ (٤)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُالْمُنعِمِ بْنُ الْأُسْتَاذِ الإِمَامِ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ هَوَازِن: أَنَا أَبِيْ: أَنَا أَبُو نُعَيمٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الأَسْفَرَائِينِيُّ: أَنَا أَبُو عَوَانَة يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَشْعَثِ الدِّمَشْقِي وَمُوسَى بْنُ سَعِيدِ الدَّنْدَانِيُّ وَأَبُو حَاتِمِ الرَّازِيُّ وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالُوا: ثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلاَمٍ عَنْ أَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلاَمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ: حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَسْقِيَ الْحَاجَّ، وَقَالَ الآخَرُ: لَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَقَالَ الآخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَلَكِنَّ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ **اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ** ﴾ (التوبة : ١٩)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيِّ عَنْ أَبِي تَوْبَةَ.

[اعمال میں سے صرف ایک عمل پر اکتفا کرنا؟]

.....(سیدنا) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے کہا: مجھے اسلام لانے کے بعد پروا نہیں میں حاجیوں کو پانی پلانے کے سوا کچھ نہ کروں۔ دوسرے نے کہا: مجھے اسلام لانے کے بعد کچھ

پروا نہیں سوائے کہ میں مسجد حرام کا عمرہ کرنے یا اسے آباد کرنے کے سوا کچھ نہ کروں۔
تیسرے نے کہا: تم نے جو کچھ کہا ہے، اس سے اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد افضل ہے۔
پس (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے انھیں ڈانٹتے ہوئے منع کیا اور فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور یہ جمعہ کا دن بھی ہے۔
لیکن میں جب نمازِ جمعہ پڑھ لوں گا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اس چیز کے بارے میں پوچھ لوں گا جس میں تمھارا اختلاف ہوا ہے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:
کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام آباد رکھنا، اس کے برابر قرار دیا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (التوبہ:۱۹) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح مسلم (فواد: ۱۸۷۹، دارالسلام: ۴۸۷۱)

مسند ابی عوانہ (۵/۴۶)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو ابو عوانہ کی سند سے روایت کیا ہے۔
۲: اہلِ علم کو چاہیے کہ جس کے پاس علم نہیں، اسے نرمی یا موقع مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سختی سے سمجھا دیں، تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔
۳: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تائید اور موافقت میں بعض اوقات قرآن مجید کی آیات بھی نازل ہو جاتی تھیں۔
۴: اذکار مسنونہ مثلاً جہری نمازوں میں آمین بالجہر وغیرہ کے علاوہ لوگوں کا مسجد میں آوازیں بلند کرنا ممنوع ہے۔
۵: نیک اعمال میں سے جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے۔
۶: حتی الوسع کتاب وسنت پر عمل پیرا رہنا چاہیے، کسی ایک عمل پر اکتفا کرنا اور باقی امور کو

غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دینا انتہائی مذموم ہے۔

راویِ حدیث کا تعارف:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوعبداللہ نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

آپ کی والدہ کا نام عمرہ تھا اور وہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

آپ کے والد سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے اور غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ رضی اللہ عنہم

پیدائش: یکم تا ۲ ہجری

تلامذہ: حسن بصری، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سالم بن ابی الجعد الغطفانی، سماک بن حرب، عامر الشعبی، عروہ بن الزبیر اور ابواسحاق السبیعی رحمہم اللہ اجمعین۔

فضائل: آپ صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي.)) (جہنم کی) آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا، یا جس نے کسی صحابی کو دیکھا۔ (سنن ترمذی: ۳۸۵۸ وسندہ حسن وقال الترمذی: حسن غریب)

اس حدیث میں تمام صحابہ اور صحیح العقیدہ (ثقہ وصدوق عند الجمہور) تابعین کی بڑی فضیلت ہے۔ صحابہ کرام کے مزید فضائل کے لئے دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح (۱/۵۰۲۔۵۰۴ ح ۶۰۰۷۔۶۰۱۱ بتحقیقی، باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم، الفصل الاول)

علمی آثار: آپ نے ۱۱۵ حدیثیں بیان کیں، جن میں سے ۵ (پانچ) متفق علیہ میں سے ہیں۔ الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ ایک حدیث ہے: ۴

وفات: آپ ۶۴ سال کی عمر میں حمص (شام) کے علاقے میں (خالد بن خلی الکلاعی / زمانۂ صحابہ کے ایک شخص کے ہاتھوں) قتل (شہید) ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۱۵۲ وتہذیب الکمال ۷/ ۳۳۸)

الْحَدِيْثُ الْخَامِسُ (٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْبَنَّا بِبَغْدَادَ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الآبَنُوسِيُّ: ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَتْحِ الْجِلِّيُّ الْمِصِّيصِيُّ: ثَنَا أَبُو يُوسُفَ مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ مُوسَى الصَّفَّارُ الْمِصِّيصِيُّ: ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ رَحْمَةَ بْنِ نُعَيْمٍ الْأَصْبَحِيُّ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ: أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ حَدَّثَهُ أَوْقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ:

تَذَاكَرْنَا بَيْنَنَا فَقُلْنَا: أَيُّكُمْ يَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: فَهِبْنَا أَنْ يَقُومَ مِنَّا أَحَدٌ، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا رَجُلًا حَتَّى جَمَعَنَا، فَجَعَلَ يُشِيرُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿**سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ**﴾ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، فَتَلَاهَا عَلَيْنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، قَالَ هِلَالٌ: فَتَلَاهَا عَلَيْنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، قَالَ يَحْيَى: فَتَلَاهَا عَلَيْنَا هِلَالٌ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: فَتَلَاهَا عَلَيْنَا يَحْيَى مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا.

[آیت: ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ کی تفسیر]

.....(سیدنا) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں مذاکرہ کیا تو کہا: آپ لوگوں میں سے کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ سے پوچھے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟

ہم اس بات سے ڈرے کہ ہم میں سے کوئی ایک اٹھ کر جائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک کر کے ہمیں بلایا حتی کہ ہم اکٹھے ہو گئے۔ پھر ہم ایک دوسرے کی طرف اشارے کرتے رہے تو آپ نے سورۃ الصف آخر تک تلاوت فرمائی: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور وہ زبردست حکیم ہے۔ اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے؟ الخ

(عطاء بن یسار رحمہ اللہ تابعی) نے فرمایا: عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے یہ سورت ہمیں شروع سے لے کر آخر تک سنائی۔

ہلال (بن ابی میمونہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: پھر یہ سورت عطاء بن یسار نے ہمیں شروع سے لے کر آخر تک سنائی۔

یحییٰ (بن ابی کثیر رحمہ اللہ) نے فرمایا: پس یہ سورت ہلال (بن ابی میمونہ رحمہ اللہ) نے ہمیں شروع سے لے کر آخر تک سنائی۔

(ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو) اوزاعی (رحمہ اللہ) نے فرمایا: ہمیں یہ سورت یحییٰ (بن ابی کثیر رحمہ اللہ) نے شروع سے لے کر آخر تک سنائی۔

تحقیق صحیح

تخریج کتاب الجہاد لابن المبارک (ح ۱)

مسند احمد (۵/۴۵۲ وسندہ صحیح) مستدرک الحاکم (۲/۶۹)

المختارۃ للمقدسی (۴/۲۹ ح ۴۱۱)

فوائد

۱: اس حدیث کی دوسری سند کے لئے دیکھئے سنن الترمذی (۳۳۰۹)

۲: ابن عساکر نے اسے کتاب الجہاد (المنسوب) لابن المبارک کی سند سے روایت کیا ہے اور قراءت کا تسلسل مسند احمد میں بھی موجود ہے۔

۳: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل و محبوب اعمال کی جستجو میں رہتے تھے۔

۴: آیت: ﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ کی تفسیر واضح ہو رہی ہے۔

۵: نبی ﷺ کی اتباع میں سلف صالحین کا پوری سورت پڑھنے کا بیان۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو یوسف عبداللہ بن سلام بن الحارث الاسرائیلی رضی اللہ عنہ

آپ کا نام حصین تھا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۴/ ۱۵۸)

قبولِ اسلام:

ہجرت کے بعد جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ مسلمان ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

(سنن ترمذی: ۲۴۸۵ وسندہ صحیح وقال الترمذی: ''ھذا حدیث صحیح''، نیز دیکھئے صحیح البخاری: ۳۳۲۹)

تلامذہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام، زرارہ بن اوفی، عبداللہ بن حنظلہ بن الراہب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ، عطار بن یسار، محمد بن عبداللہ بن سلام، یوسف بن عبداللہ بن سلام، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، ابو سعید المقبری اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

فضائل:

۱: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ((اِنَّهُ مِنَ الْجَنَّةِ.)) آپ جنتی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۸۱۲، صحیح مسلم: ۲۴۸۳، دارالسلام: ۶۳۸۰)

۲: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ.)) آپ اپنی موت تک اسلام کو مضبوطی سے پکڑے رہیں گے۔

(صحیح بخاری: ۷۰۱۴، صحیح مسلم: ۲۴۸۴، دارالسلام: ۶۳۸۰)

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عبداللہ (بن سلام) اس حال میں فوت ہوں گے کہ انھوں نے العروۃ الوثقی کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہوگا۔ (صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۶۳۸۲)

۳: آپ بقولِ ابوعروبہ غزوۂ بدر میں اور بقولِ ابن سعد غزوۂ خندق وغیرہ میں شریک تھے۔ واللہ اعلم (دیکھئے تہذیب التہذیب ۵/ ۲۴۸، دوسرا نسخہ ۵/ ۲۲۰)

علمی آثار: جدید دور کی کتاب المسند الجامع میں آپ کی چودہ روایات ہیں۔

(۸/ ۳۲۵۔ ۳۴۷ ح ۵۸۸۳۔ ۵۸۹۶)

اور الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں ایک حدیث ہے: ۵

وفات: ۴۳ھ بالاتفاق (تاریخ الاسلام للذہبی ۴/ ۷۶)

آپ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

الْحَدِيْثُ السَّادِسُ (٦)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ: أَنَا أَبُو سَعْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَدِيبُ: أَنَا أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمْدَانَ: أَنَا أَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ ابْنِ الْمُثَنَّى: ثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: ثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، يَعْمَلُ بِهِنَّ وَيَأْمُرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْمَلُوْنَ بِهِنَّ، وَأَنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ (أَمَرَكَ) بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ تَعْمَلُ بِهِنَّ، وَتَأْمُرُ بِهِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْمَلُوْنَ بِهِنَّ، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ؟ قَالَ: إِنَّكَ إِنْ تَسْبِقْنِي بِهِنَّ خَشِيْتُ أَنْ أُعَذَّبَ أَوْ يُخْسَفَ بِي، قَالَ: فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، حَتَّى امْتَلَأَ وَقَعَدَ النَّاسُ عَلَى الشُّرُفَاتِ، قَالَ: فَوَعَظَهُمْ، قَالَ:**

إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، أَعْمَلُ بِهِنَّ، وَآمُرُكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ، أَوَّلُهُنَّ: أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأَنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ، قَالَ: هٰذِهِ دَارِي، وَهٰذَا عَمَلِي، فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَسُرُّهُ أَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ؟ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ، فَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَآمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا وَآمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ وَأَنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ مَعَهُ صُرَّةٌ فِيهَا مِسْكٌ وَمَعَهُ عِصَابَةٌ كُلُّهُمْ يُعْجِبُهُمْ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا فَإِنَّ الصَّائِمَ عِنْدَ اللّٰهِ يَعْنِي أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ وَقَامُوا إِلَيْهِ فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أَفْدِيَ نَفْسِي مِنْكُمْ؟ قَالَ: فَجَعَلَ يُعْطِيهِمُ الْقَلِيلَ

وَالْكَثِيرَ لِيَفُكَّ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، وَآمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيرًا وَأَنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِي أَثَرِهِ حَتَّى أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ فِيهِ كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلا بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.))

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ أَمَرَنِي اللّٰهُ بِهِنَّ الْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ خَلَعَ يَعْنِي رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ رَأْسِهِ إِلا أَنْ يَرْجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ))

قِيلَ: وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى؟ قَالَ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّى اللّٰهُ بِهِ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللّٰهِ.))

أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ التَّبُوذَكِيِّ عَنْ أَبَانٍ.

وَقَوْلُهُ: قِيدَ شِبْرٍ أَيْ قَدْرَ شِبْرٍ.

[رسول اللہ ﷺ کو جن پانچ باتوں کا حکم دیا گیا تھا]

.....(سیدنا) حارث اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ ان پر عمل کریں اور بنواسرائیل کو حکم دیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اُن (یحییٰ علیہ السلام) سے کہا کہ اللہ نے آپ کو پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ آپ (خود) ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو (بھی) ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، یا تو آپ انھیں حکم دیں یا میں حکم دیتا ہوں؟ انھوں (یحییٰ علیہ السلام) نے فرمایا: اگر آپ نے ان باتوں کا مجھ سے پہلے حکم دے دیا تو مجھے ڈر ہے کہ مجھے عذاب دیا جائے یا دھنسا دیا جائے۔

پھر انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا حتیٰ کہ وہ جگہ بھر گئی اور لوگ اونچی جگہوں پر

بیٹھ گئے، پھر آپ نے انھیں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تمھیں (بھی) حکم دوں کہ ان پر عمل کرو:

۱: پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز میں بھی شرک نہ کرو۔ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو اپنے خالص مال میں سے سونا یا چاندی صرف کر کے ایک غلام خریدے اور کہے: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا عمل ہے۔ پس کام کرو اور میرا حق مجھے دے دو۔ پھر وہ شخص کام کرے اور کام کی پیداوار مالک کے بجائے کسی غیر کو دے دے تو تم لوگوں میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ بے شک اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور رزق دیا، لہٰذا اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔

۲: میں تمھیں نماز کا حکم دیتا ہوں، پس جب تم نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھو۔

۳: میں تمھیں روزوں کا حکم دیتا ہوں اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پاس ایک تھیلی میں مشک (کستوری) ہے اور اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت ہے۔ سب لوگ اس کی خوشبو کو پسند کرتے ہیں، پس اللہ کے نزدیک روزہ دار اسی طرح یعنی مشک کستوری (کی خوشبو) سے زیادہ خوشبو والا ہے۔

۴: اور میں تمھیں صدقے کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسے دشمن قید کریں اور اس کے ہاتھ گردن (کی پشت) پر باندھ دیں تو وہ کہے: کیا میں تمھیں اپنی جان کے بدلے میں فدیہ نہ دے دوں؟ پھر وہ انھیں تھوڑا بہت (مال بطورِ وعدہ) دیتا رہے تاکہ وہ اسے کھول کر آزاد کر دیں۔

۵: اور میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پیچھے دشمن سرپٹ دوڑ رہے ہوں حتی کہ وہ ایک مضبوط قلعے میں پہنچ کر اپنے آپ کو (دشمنوں سے) بچا لے، اسی طرح بندہ اپنے آپ کو شیطان سے صرف اللہ عزوجل کے ذکر کے ذریعے سے ہی بچا سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور میں تمھیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ

نے حکم دیا ہے:

۱: جماعت (کو مضبوطی سے پکڑنا)

۲: سننا

۳: اطاعت کرنا

۴: ہجرت

۵: اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔

پس جس نے جماعت سے بالشت برابر علیحدگی اختیار کی تو اس نے اسلام کا پٹا اپنے سر (گردن) سے اتار پھینکا، الا یہ کہ وہ رجوع کر لے اور جس نے جاہلیت کی پکار پر پکارا تو وہ جہنم میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے لوگوں میں سے ہے۔ پوچھا گیا: اگرچہ وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے۔

آپ نے فرمایا: اللہ جس نے (تمھارا) نام مسلمین، مومنین، عباد اللہ رکھا ہے، اس کی دعوت کے ساتھ پکارو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن ترمذی (۲۸۶۳ وقال: هٰذا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ)

مسند ابی یعلیٰ (۳/۱۴۰ ح ۱۵۷۱، شاملہ)

فوائد

۱: ابو یعلیٰ الموصلی کی سند صحیح ہے اور ابن عساکر نے اسے ابو یعلیٰ کی سند ہی سے بیان کیا ہے۔

۲: اس حدیث کو ابن حبان (۱۲۲۴، ۱۵۵۰) حاکم (۱/ ۱۱۷۔۱۱۸، ۲۳۶، ۴۲۱۔۴۲۲) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے، نیز یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ (۹۳۰) میں بھی ہے۔

۳: ثابت ہوا کہ مسلمین کے ساتھ دوسرے صفاتی نام مثلاً مومنین اور عباد اللہ بھی صحیح ہیں۔ صحیح العقیدہ مسلمین کے صفاتی نام و القاب مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث اور محدثین کرام وغیرہ بھی بالکل صحیح و جائز ہیں اور ان کے صحیح و جائز ہونے پر اجماع ہے۔

۴: حدیث مذکور میں جماعت سے مراد تین باتیں ہیں:

اول: صحیح العقیدہ مسلمانوں کا اجماع یعنی اجماعِ اُمت۔

دوم: وہ خلافت اور خلیفہ جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو۔

سوم: صحیح العقیدہ مسلمانوں کی نماز باجماعت۔

ان تین کے علاوہ دوسری کسی جماعت اور کاغذی پارٹی کا شریعتِ اسلامیہ میں کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا صحیح العقیدہ مسلمانوں کو تمام موجودہ پارٹیوں (مثلاً مسعود احمد بی ایس سی کا فرقۂ مسعودیہ) سے علیحدہ رہنا بیحد ضروری ہے۔

۵: زمانۂ جاہلیت کی طرح زبان، وطن اور قبائلی عصبیت کے نعرے بلند کرنا حرام ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا حارث الاشعری رضی اللہ عنہ

سیدنا حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: حارث بن الحارث الاشعری الشامی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: ابوسلام الاسود الحبشی ممطور رحمہ اللہ

فضائل: آپ صحابی تھے اور انبیاء کے بعد صحابی ہونا بہت بڑی فضیلت ہے۔

علمی آثار: آپ سے ایک لمبی حدیث ثابت ہے اور کتاب الاربعین فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں بھی اسے بیان کیا گیا ہے:٦

معجم الصحابہ للبغوی میں آپ سے دو حدیثیں مروی ہیں اور صحیح مسلم میں بھی آپ کی مختصر حدیث موجود ہے۔

وفات: مجھے معلوم نہیں۔ واللہ اعلم (رضی اللہ عنہ)

الْحَدِيثُ السَّابِعُ (٧)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ بِنَيْسَابُورَ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ خَلَفٍ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْجَوْزَقِي: أَنَا أَبُو حَامِدِ ابْنُ الشَّرْقِيِّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ثَنَا مُحَمَّد بن يُوسُفَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((**رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.**))

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ الدَّارِمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ.

[خیر کا معیار]

.....(سیدنا) ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرے اور وہ شخص جو (پہاڑوں کی) گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور لوگوں کو تکلیف نہ دے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح متفق علیہ

تخریج صحیح بخاری (۲۷۹۴)

صحیح مسلم (فواد: ۱۸۸۸، دارالسلام: ۴۸۸۸ مختصراً)

فوائد

۱: ابن عساکر کی سند صحیح ہے۔

۲: فتنوں کے دور میں تمام جماعتوں اور پارٹیوں سے علیحدہ رہنا چاہئے۔

۳: شرعی عذر کی حالت میں اکیلا اور الگ تھلگ رہنا جائز ہے اور اس صورت میں یہ رہبانیت نہیں ہے۔

۴: جان و مال کے ساتھ جہاد میں حصہ لینا آدمی کے بہتر ہونے کی علامت ہے۔

۵: کسی بھی طرح سے لوگوں کو تکالیف پہنچانا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ افضل مسلمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح مسلم:۴۲، دارالسلام:۱۶۴، واللفظ لہ، صحیح بخاری:۱۱)

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام و نسب: ابو سعید سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر (خُدرہ) بن عوف بن الحارث بن الخزرج الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

آپ کے والد سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور آپ غزوۂ خندق و بیعت الرضوان میں شامل تھے۔

تلامذہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عامر بن سعد بن ابی وقاص، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابو صالح السمان، سعید بن المسیب، عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عطاء بن یزید اللیثی، عطاء بن یسار، محمد بن علی الباقر اور سعید بن جبیر وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: صحابی رسول رضی اللہ عنہ

۲: انصاری

۳: غزوۂ خندق میں شرکت فرمائی۔

۴: بیعت الرضوان میں شریک رہے۔

۵: محدث کبیر وفقیہ مشہور

۶: واقعۂ حرہ میں (جب یزیدی لشکر نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تو) ایک شامی آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ شامی آپ کے پاس غار میں (ارادۂ قتل سے) داخل ہوا تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پھینک دی اور شہید ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔

(دیکھئے تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۳۹ وسندہ صحیح)

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس شامی کے شر سے بچا لیا۔ ثابت ہوا کہ آپ مسلمانوں کو قتل کرنے کے سخت مخالف تھے۔

۷: ایک دفعہ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے اور (دو رکعتیں) نماز پڑھنے لگے۔ مروان بن الحکم کے فوجیوں نے آپ کو بٹھانے کی کوشش کی مگر آپ نہ مانے اور نماز پڑھ لی، پھر فرمایا: میں ان (دو رکعتوں) کو نہیں چھوڑ سکتا، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں (تاکید کرتے ہوئے) دیکھا بھی ہے۔

(سنن ترمذی: ۵۱۱ وقال: ''حسن صحیح'' وھو حدیث حسن)

ثابت ہوا کہ اتباع سنت میں آپ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: مسند بقی بن مخلد میں آپ کی ۱۱۷۰ روایات ہیں اور صحیحین میں ۴۳ حدیثیں ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی تین روایات ہیں: ۷، ۱۱، ۱۹

وفات: آپ کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۷۴

ان میں راجح ۷۴ھ ہے۔ رضی اللہ عنہ (واللہ اعلم)

الْحَدِيثُ الثَّامِنُ (٨)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّيْبَانِيُّ: أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الدَّغُولِيُّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: ثَنَا هَمَّامٌ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ ح قَالَ: وَأَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ: أَنَا أَبُو حَامِدِ ابْنُ الشَّرْقِيِّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ النَّسَوِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ قَالُوا: ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: ثَنَا هَمَّامٌ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ أَنَّ أَبَا حُصَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي عَمَلًا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: ((**لَا أَجِدُهُ**)) قَالَ: ((**هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ لَا تَفْتُرُ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرُ؟**)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ.

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ يَسْتَنُّ فِي طُولِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ.

[جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین عمل ہے]

.....(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسا عمل سکھائیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایسا (کوئی عمل) معلوم نہیں، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو کہ جب مجاہد اللہ کے راستے میں نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ، پھر بغیر توقف (ٹھہرنے) کے مسلسل قیام کرتے رہو اور بغیر افطار کے مسلسل روزے رکھتے رہو؟

اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بے شک جب مجاہد کا گھوڑا لمبی دوڑ دوڑتا ہے تو اس (مجاہد) کے

لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح بخاری (۲۷۸۵)

فوائد

۱: ابن عساکر کی سند صحیح ہے۔

۲: ایمان باللہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی عمل نہیں، الا یہ کہ کسی خاص عمل کی تخصیص ثابت ہو۔

۳: ابن عساکر کی سند میں محمد بن اسماعیل سے مراد ابوجعفر محمد بن اسماعیل بن سالم المکی الصائغ الکبیر البغدادی رحمہ اللہ ہیں، جو کہ ثقہ وصدوق راوی ہیں۔

امام بخاری کی سند میں اسحاق سے مراد اسحاق بن منصور ہیں اور ابوالفرج محمد بن عبدالرحمٰن المقرئ نے اس حدیث کو امام بخاری کی سند سے اپنی کتاب: الاربعین فی الجہاد والمجاہدین (ح ۱۱) میں روایت کیا ہے۔

۴: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین عمل تھا، اسی لئے جہاد کے برابر عمل کے بارے میں دریافت کیا۔

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ التَّاسِعُ (٩)

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ عُمَرَ الْفَقِيهُ: أَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَحْمَدَ: أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ: أَنَا ابراهيم بْن عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ: ثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ: ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ صَلَاةً وَلَا صِيَامًا حَتَّى يَرْجِعَ.))

رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّإِ.

[مجاہد کی عظیم مثال]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مسلسل بغیر کسی توقف کے (مسلسل) روزے رکھتا رہے اور ہمیشہ نماز پڑھتا رہے حتی کہ (مجاہد اپنے گھر) واپس آجائے۔ اسے (امام) مالک (بن انس) نے موطأ میں روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج

موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم بتحقیقي: ۳۴۵، روایۃ یحیی ۲/۴۴۳ ح ۹۸۶)

مسند احمد (۲/۴۶۵ ح ۱۰۰۱)

فوائد

۱: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲: ابن عساکر نے اس حدیث کو موطأ امام مالک (روایۃ ابی مصعب الزہری ۱/۳۵۰

ح ۹۰۵) کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا نفلی روزوں اور نفلی نمازوں سے افضل ہے۔

۴: جہاد فی سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو دنیا میں سربلند کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔

۵: حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ احکام میں تشبیہ و تمثیل کے ساتھ قیاس جائز ہے۔ (التمہید ۱۸/ ۳۰۳)

۶: جہاد کی تیرہ اقسام ہیں:

۱۔۴) نفس سے جہاد (دین و ہدایت کا علم، کتاب و سنت پر عمل، دین کی دعوت دینا، دعوت کے راستے میں مشکلات پر صبر کرنا)

۵۔۶) شیطان سے جہاد (شیطان کے وسوسوں پر عمل نہ کرنا، شیطانی چالوں کے خلاف جدوجہد کرنا)

۷۔۱۰) منافقین و کفار سے جہاد (دل سے نفرت کرنا، زبان سے رد کرنا، اس کے لئے مال صرف کرنا، جسم کے ساتھ جہاد یعنی قتال کرنا)

۱۱۔۱۳) ظالمین اور اہل بدعت و منکرات سے جہاد (ہاتھ کے ذریعے سے، زبان کے ذریعے سے، دل کے ذریعے سے)

(دیکھئے حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ کی کتاب احکام و مسائل جلد دوم ص ۶۷۷، ۶۷۸ ملخصاً)

معلوم ہوا کہ مدرسے چلانا، غلبۂ اسلام کے لئے مالی امداد کرنا، کتاب و سنت کی دعوت عام کرنے کے لئے کتابیں لکھنا، مناظرے کرنا، تقریریں کرنا اور دعوت دینا، یہ سب جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔

مولانا ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

"جہاد و قتال سے ملتا جلتا کام، مثلاً مشکل حالات میں اشاعت توحید و سنت اور ردِ شرک و بدعت جو کہ درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے ہو، اس کے متعلق بھی توقع کی جاتی

چاہیے کہ حسب نیت یہ بھی ایک عظیم رباطہ ومرابطہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ، مبلغین اور مؤلفین قلعۂ اسلام کی فکری حدود کے مورچہ بند ہیں۔ جب تک ان کی باقیات صالحات موجود رہیں گی، ان کی حسنات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔"

(سنن ابی داود ۳/ ۵۶، طبع دار السلام)

مفتی عبدالرحمٰن الرحمانی رحمہ اللہ سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۳ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں: "صدقات ان فقراء کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں (جہاد یا تعلیم دین کے لئے) رکے ہوئے ہیں۔"

نیز لکھتے ہیں: "جنہوں نے اللہ کی خاطر اپنا علاقہ اور وطن، دولت اور جائیداد کو خیرباد کہہ کر اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی۔ دنیا کی ہر چیز سے الگ تھلگ ہو کر اللہ کی راہ میں دین سیکھنے، سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے رکے ہوئے ہیں۔"

(الجہاد الاسلامی ص ۴۲۰، طبع دار الاندلس چوبرجی لاہور)

حافظ عبدالسلام بن محمد (بھٹوی) حفظہ اللہ سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۳ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس وقت بھی جو مجاہد یا دین کے طالب علم کاروبار یا ملازمت کے بجائے اپنے آپ کو جہاد اور دینی علوم کے حصول کے لئے روکے ہوئے ہیں ان پر خرچ کرنا اولین فریضہ ہے۔"

(تفسیر القرآن الکریم ۱/ ۲۲۴۔ ۲۲۵، طبع دار الاندلس، چوبرجی لاہور)

حافظ صاحب حفظہ اللہ نے محولہ بالا مقام پر اپنے والد محترم حافظ محمد رحمہ اللہ کے دورِ طالب علمی کا دردآمیز واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ نیز محترم ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "یہ لوگ اللہ کی راہ میں روکے گئے ہیں، یعنی جہاد اور طلبِ علم نے انھیں کمائی کرنے سے روک دیا ہے۔" (تفسیر دعوۃ القرآن ۱/ ۳۷۱)

ان اقتباسات سے واضح ہوا کہ دورِ حاضر میں مدارس، جہاں قال اللہ اور قال رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا بھی جہاد ہے۔

۷: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ الْعَاشِرُ (١٠)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنَا أَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ التَّمِيمِيُّ: ثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ: ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**تَضَمَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ: لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرَسُولِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي، نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ.**))

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ حَرَمِيِّ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ.

وَالْكَلْمُ: الْجَرْحُ وَجَمْعُهُ كُلُومٌ وَكِلَامٌ وَقَوْلُهُ: خِلَافَ سَرِيَّةٍ أَيْ بَعْدَهَا.

[مجاہد کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی آرزو]

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ضمانت دی ہے کہ جو شخص اس کے راستے میں نکلے: اسے میرے راستے میں صرف جہاد، ایمان اور میرے رسول کی تصدیق نے ہی نکالا ہو تو میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ میں اُسے جنت میں داخل کروں گا یا اسے اپنے گھر کی طرف اجر یا مالِ غنیمت دیتے ہوئے واپس بھیج

دوں گا جہاں سے وہ (جہاد کے لئے) نکلا تھا۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ کے راستے میں (مجاہد کو) جو بھی زخم لگتا ہے تو وہ روزِ قیامت اس زخم والے دن کے زخم کی حالت میں (اس طرح) آئے گا کہ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کستوری کی طرح ہوگی۔

اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ نہ ہوتا کہ میری وجہ سے مسلمان مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے تو میں کبھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کسی جہادی لشکر سے پیچھے نہ رہتا، لیکن (میں لوگوں کے لئے) وسعت نہیں پاتا اور ان کے لئے یہ تکلیف دہ ہوگا کہ میرے بغیر پیچھے رہ جائیں۔

اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں، پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں، پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح بخاری (۳۶)

صحیح مسلم (فواد: ۱۸۷۶، دارالسلام: ۴۸۵۹)

فوائد

۱: اس حدیث کو ابن عساکر نے امام ابویعلیٰ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

۲: ضمانت سے مراد اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

۳: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۴: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ الْحَادِي عَشَرَ (١١)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْقُشَيْرِيُّ: أَنَا أَبِي أَبُو الْقَاسِمِ: أَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ: أَنَا أَبُو عَوَانَةَ الْحَافِظُ: ثَنَا يُونُس بن عَبْدِ الأَعْلَى: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالإِسْلامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.**))

قَالَ: فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، قَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.**))

قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((**الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.**))

رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ.

[مجاہد کے لئے جنت میں درجات]

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو سعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نبی ہونے پر راضی ہو، تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔

اس بات سے ابوسعید (بہت) خوش ہوئے (اور) کہا: یا رسول اللہ! یہ بات مجھے دوبارہ سنائیں تو آپ نے اسی طرح (دوبارہ) فرمایا، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اور بات یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ (اپنے) بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔

انھوں (ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد ہے۔

اسے مسلم نے سعید بن منصور عن ابن وہب کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح مسلم (فواد: ۱۸۸۴، دارالسلام: ۴۸۷۹)

مسند ابی عوانہ (۵/۴۸)

فوائد

۱: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ابن عساکر نے اسے ابوعوانہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲: جنت کے بہت سے درجات ہیں۔

۳: جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے مجاہد کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے بنائے ہیں اور یہ مجاہد کی عظیم فضیلت ہے۔

۴: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۷

اَلْحَدِيثُ الثَّانِي عَشَرَ (١٢)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْحَافِظُ: أَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: أَنَا وَالِدِى أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ:ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ:ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ- قَالَ فُلَيْحٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ : وَابْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :**((فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ وَسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ.))**

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

[دعا میں جنت الفردوس مانگنے کی ترغیب]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان (فاصلہ) ہے۔ اللہ نے اسے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیا ہے۔ پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو جنت الفردوس کی دعا مانگو، کیونکہ وہ جنت کے درمیان ہے، جنت کا بلند ترین حصہ ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور اسی کے اوپر رحمٰن عزوجل (اللہ تعالیٰ) کا عرش ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح بخاری (۲۷۹۰) صحیح ابن حبان (۵۸۶،۱۸)

مسند احمد (۲/۳۳۵، ۳۳۹)

فوائد

۱: جنت کے بہت سے درجات ہیں۔

۲: اس حدیث میں اللہ کے عرش کا اثبات ہے۔

۳: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے۔

۴: ابن عساکر کی سند حسن لذاتہ ہے اور قرائن کی رُو سے صحیح لغیرہ ہے۔

۵: ابو یحییٰ فلیح بن سلیمان المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔ دیکھئے تحقیقی مقالات (ج۴ص ۳۶۸۔۳۷۰)

آپ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے مرکزی راوی ہیں اور جمہور کی توثیق کے بعد آپ پر کثیر الخطاء اور سیئ الحفظ وغیرہ جرحیں مردود ہیں۔

۶: صحیح بخاری میں اس حدیث کے شروع میں درج ذیل اضافہ بھی موجود ہے:

((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَن يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا.))

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اس علاقے میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ (ح۲۷۹۰ باب درجات المجاهدین فی سبیل اللہ)

۷: صحیح حدیث کی طرح حسن لذاتہ بھی حجت ہے۔

۸: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ الثَّالِثَ عَشَرَ (۱۳)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بن إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْفُضَيْلِ وَأَبُو الْمَحَاسِنِ أَسْعَدُ بْنُ عَلِيِّ ابْنِ الْمُوَفَّقِ وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَسَنِ وَأَبُو الْوَقْتِ عَبْدُ الْأَوَّلِ بْنُ عِيسَى بْنِ شُعَيْبٍ بِهَرَاةَ قَالُوا: أَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُظَفَّرِ: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ السَّرَخْسِيِّ: أَنَا أَبُو عِمْرَانَ عِيسَى بْنُ عُمَرَ السَّمَرْقَنْدِيُّ: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((مَقَامُ الرَّجُلِ فِي الصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الرَّجُلِ سِتِّينَ سَنَةً.))**

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

[اللہ کے راستے میں صف آرائی کی فضیلت]

(سیدنا) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
آدمی کا اللہ کے راستے میں، صف میں کھڑا ہو جانا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

تحقیق حسن

تخریج سنن داری (۲۴۰۱) مستدرک الحاکم (۲/۶۸) وصححه الحاکم علی شرط البخاري و وافقه الذهبي

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو امام داری کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲: روایتِ مذکورہ کی سند میں حسن بصری رحمہ اللہ (حافظ ابن حجر کے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے) مدلس ہیں اور سند معنعن ہے، نیز ہشام غیر متعین یا ابن حسان (مدلس) ہیں، لہٰذا یہ سند

ضعیف ہے، لیکن مستدرک الحاکم (۲/ ۷۸ ح ۲۳۸۲ وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی) میں اس حدیث کا حسن لذاتہ شاہد ہے۔ (نیز دیکھئے مسند احمد ۲/ ۵۲۴ وسنن الترمذی: ۱۶۵۰، وقال: حدیث حسن) جس کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث بھی حسن ہے۔

۳: اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے فی سبیل اللہ جہاد کو مجرد عبادت پر فضیلت حاصل ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابونُجید عمران بن حصین بن عبید بن خلف الخزاعی رضی اللہ عنہ

قبولِ اسلام: ۷ھ

تلامذہ: حسن بصری، ربعی بن حراش، زرارہ بن اوفیٰ، عامر الشعبی، عبداللہ بن بریدہ، محمد بن سیرین، مطرف بن عبداللہ بن الشخیر، ہلال بن یساف، یزید بن عبداللہ بن الشخیر، ابوالاسود الدیلی، ابوحسان الاعرج، ابورجاء العطاردی اور ابونضرہ العبدی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

فضائل:

۱: محمد بن سعد بن منیع رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''أَسْلَمَ قَدِيمًا هُوَ وَ أَبُوهُ وَأُخْتُهُ وَغَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَزَوَاتٍ'' آپ، آپ کے والد اور بہن (تینوں) قدیم (اولین دور) میں مسلمان ہوئے اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مل کر کافروں کے خلاف) کئی جہادی غزوات میں حصہ لیا۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۹)

بعض نے اس قول کو واقدی (کذاب) سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ بھیجا تھا، تاکہ لوگوں کو فقہ سکھائیں۔

(طبقات ابن سعد ۷/ ۱۰، وسندہ حسن، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/ ۱۰۳ ح ۱۸۷)

۳: آپ کو فرشتے سلام کہتے تھے۔ (دیکھئے طبقات ابن سعد ۷/ ۱۱، وسندہ صحیح)

۴: امام محمد بن المنکدر رحمہ اللہ نے فرمایا: (میرے نزدیک) عمران بن حصین سے افضل کوئی صحابی بصرہ میں نہیں آیا۔ (المستدرک ۳/۴۷۱ ح ۵۹۹۱ وسندہ صحیح)

۵: سیدنا ابو موسیٰ (الاشعری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ ہم میں ابو نجید جیسے لوگوں کی کثرت کردے۔ (المستدرک ۳/۴۷۲ ح ۵۹۹۶ وسندہ صحیح)

۶: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مَا مَسَسْتُ فَرْجِيْ بِيَمِيْنِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'' جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت دائیں ہاتھ سے کی، اس وقت سے (اب تک) کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

(مسند احمد ۴/ ۴۳۹ ح ۱۹۹۴۳، وسندہ صحیح)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت (صرف) اپنے دائیں ہاتھ سے کی تھی اور یہ حدیث صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے جواز کی زبردست دلیل ہے۔

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے جواز کے لئے دیکھئے الأدب المفرد للبخاری (ح ۹۷۳ وسندہ حسن)

۷: امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا: عمران بن حصین جیسے کسی آدمی نے بھی بصرے میں سکونت اختیار نہیں کی۔ (المعجم الکبیر ۱۸/ ۱۰۴ ح ۱۹۱، وسندہ صحیح)

یعنی امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے نزدیک بصرہ میں سکونت کرنے والوں میں سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے۔

۸: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایامِ فتنہ میں لوگوں کو قتل وقتال سے منع کیا تھا۔

(المعجم الکبیر ۱۸/ ۱۰۵ ح ۱۹۶، وسندہ صحیح)

۹: حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے: ہم عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو نُجید! ہمیں قرآن میں سے سنائیں۔ انھوں نے فرمایا: کیا تو قرآن میں ﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ نہیں پڑھتا؟ کیا تمھیں

نماز کے اوقات، رکوع، سجود اور حدود کا پتا تھا؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ سونے چاندی کی کتنی زکوٰۃ ہے، اونٹ بکریوں اور اقسامِ مال کی کتنی زکوٰۃ ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کا دور پایا اور آپ سے یاد رکھا ہے کہ زکوٰۃ اتنی اتنی ہے۔ پھر اس آدمی نے کہا: اے ابو نُجید! اللہ آپ کو زندہ رکھے، آپ نے مجھے (گمراہی و جہالت سے نکال کر) زندہ کر دیا ہے۔

(حسن بصری نے) فرمایا: پھر وہ آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ فقہائے مسلمین میں سے ایک تھا۔ (کتاب الثقات لابن حبان ۷/ ۲۴۸ وسندہ حسن، نیل المقصود: ۱۵۶۱)

اتباعِ سنت کی کتنی عظیم مثال ہے۔ سبحان اللہ

۱۰: آپ صحابہ کرام کی جنگوں (صفین و جمل) میں تمام لڑائیوں سے دور، علیحدہ اور غیر جانبدار رہے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: آپ نے ۸۳ حدیثیں بیان کیں، جن میں سے ۹ متفق علیہ میں سے ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی ایک حدیث ہے: ۱۳

وفات: ۵۲ھ (رضی اللہ عنہ)

الْحَدِيثُ الرَّابِعَ عَشَرَ (١٤)

أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْبَنَّا: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الآبَنُوسِيِّ: أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَتْحِ: ثَنَا أَبُو يُوسُفَ مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ مُوسَى: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَحْمَةَ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا شَحَبَ وَجْهٌ وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِي عَمَلٍ يُبْتَغَى بِهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ كَجِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا ثَقُلَ مِيزَانُ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تَنْفُقُ لَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ يَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.**))

قَوْلُهُ شَحَبَ: تَغَيَّرَ.

[جہاد کے لئے جانور (اور وسائل) مہیا کرنے کی فضیلت]

(سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! فرض نماز کے بعد جنت کے درجات حاصل کرنے والا کوئی عمل جہاد فی سبیل اللہ جیسا نہیں، جس میں چہرے کا رنگ بدلتا ہے اور قدم غبار آلود ہوتا ہے۔ اللہ کے راستے میں خرچ کیا گیا جانور یا جس (جانور) پر اللہ کے راستے میں سواری کی جائے، بندے کی میزان میں اس سے بھاری کوئی چیز نہیں۔

تحقیق حسن

تخریج کتاب الجہاد لابن المبارک (ح ۳۱۲)

مسند احمد (۵/ ۲۴۵۔۲۴۶ وسندہ حسن)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو امام ابن المبارک کی طرف منسوب کتاب الجہاد سے نقل کیا ہے۔

۲: مسند احمد کی سند حسن لذاتہ ہے، جس کے ساتھ یہ حدیث بھی حسن ہے۔

۳: شہر بن حوشب جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔ دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۵۰۔۳۶۰)

۴: فرض نماز کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بہت فضیلت والا عمل ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا مختصر و جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب:

ابو عبدالرحمٰن معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج الخزرجی الانصاری المدنی البدری رضی اللہ عنہ

آپ بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے اور اس وقت آپ نوخیز جوان تھے، ابھی ڈاڑھی مونچھیں نہیں آئی تھیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱/۴۴۴)

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔

تلامذہ: اسلم مولیٰ عمر، اسود بن ہلال، اسود بن یزید، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر الحضرمی، ابو وائل شقیق بن سلمہ، ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی اوفیٰ الاسلمی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ وغیرہم۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے تہذیب الکمال ۷/ ۱۳۷۔۱۳۸)

فضائل:

ا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا مُعَاذُ ! وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ .)) اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ (سنن ابی داود: ۱۵۲۲، وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۷۵۱ وابن حبان: ۲۳۴۵ والحاکم ۱/ ۲۷۳، ۳/ ۲۷۳۔۲۷۴ ووافقہ الذہبی)

۲: رسول اللہ ﷺ نے چار صحابیوں سے قرآن مجید سیکھنے کا حکم دیا:

عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل۔ رضی اللہ عنہم

(صحیح بخاری: ۳۷۵۸، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ))

اور (میری امت میں) حلال وحرام کے سب سے بڑے ماہر معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

(سنن ترمذی: ۳۷۹۱ وسندہ صحیح وقال الترمذی: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان: ۲۲۱۸، والحاکم علیٰ شرط الشیخین ۳/ ۴۲۲ ووافقہ الذہبی وأصلہ عند البخاری: ۴۳۸۲)

۴: بدری صحابی رضی اللہ عنہ

۵: حافظ ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ کے مناقب وفضائل بہت زیادہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ۷/ ۱۳۸)

علمی آثار: جدید دور کی کتاب المسند الجامع میں آپ سے مروی روایات کی تعداد ایک سو سات (۱۰۷) ہے۔ (ج ۱۵ ص ۱۹۴۔۲۷۲، ح ۱۱۴۷۸۔۱۱۵۸۵)

اور الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں ایک حدیث ہے: ۱۴

وفات: ۱۷ھ یا ۱۸ھ

آپ طاعونِ عمواس میں فوت (شہید) ہوئے۔

عمواس بیت المقدس اور رملہ کے درمیان ایک گاؤں کا نام ہے۔

یاد رہے کہ جو شخص طاعون میں فوت ہو جائے (اور اس کا عقیدہ صحیح ہو، جیسا کہ دوسرے عام دلائل سے ثابت ہے) تو وہ شخص شہید ہوتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۵۳، صحیح مسلم: ۱۹۱۴[موطأ امام مالک ۱/ ۲۳۳۔۲۳۴ ح ۵۵۵ روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم: ۳۰۱، سنن ابی داود: ۳۱۱۱ وسندہ حسن])

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

الْحَدِيثُ الْخَامِسَ عَشَرَ (١٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ: أَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ التَّمِيمِيُّ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: ثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: ثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ يُقِيمَ فِي ذَلِكَ الْغَارِ فَيُقَوِّتُهُ مَا كَانَ فِيهِ مِن مَاءٍ وَيُصِيبُ مَا حَوْلَهُ مِنَ الْبَقْلِ وَيَتَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ: لَوْ أَنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَإِنْ يَأْذَنْ لِي فَعَلْتُ وَإِلا لَمْ أَفْعَلْ. فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِغَارٍ فِيهِ مَا يُقَوِّتُنِي مِنَ الْمَاءِ وَالْبَقْلِ فَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي بِأَنْ أُقِيمَ فِيهِ وَأَتَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلا بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَمَقَامُ أَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلاتِهِ سِتِّينَ سَنَةً.))**

[دینِ اسلام میں رہبانیت کی ممانعت]

(سیدنا) ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہادی لشکروں میں سے ایک لشکر میں نکلے تو ایک آدمی ایک ایسے غار کے پاس سے گزرا جس میں پانی تھا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا کہ اسی غار میں رہو اور اس کا پانی استعمال کرتے رہو، اردگرد جو سبزیاں ترکاریاں ہیں استعمال کرتے رہو اور دنیا سے علیحدہ ہو جاؤ۔

اس نے کہا: اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ بات بتا دوں، پھر اگر آپ نے اجازت دے

دی تو ایسا ہی کروں گا، ورنہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو کہا: اے اللہ کے نبی! میں ایک غار کے پاس سے گزرا ہوں جس میں میرے لئے پانی اور سبزیوں کا ذخیرہ موجود ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ اس غار میں رہوں اور دنیا سے علیحدہ ہو جاؤں؟

نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا، مجھے تو آسان دینِ حنیف کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ عزوجل کے راستے میں صبح یا شام کا نکلنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کا (میدانِ جہاد کی) صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔

تحقیق ضعیف جدًا (سخت ضعیف ہے)

تخریج مسند احمد (۵/۲۶۶) المعجم الکبیر للطبرانی (۸/۲۵۷)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس روایت کو مسند احمد کی سند سے بیان کیا ہے۔

۲: اس سند کا ایک راوی علی بن یزید الالہانی جمہور کے نزدیک ضعیف، بلکہ سخت مجروح ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: ”منکر الحدیث“

(التاریخ الصغیر ۱/۳۴۵، التاریخ الکبیر ۶/۳۰۱، کتاب الضعفاء: ۲۵۵)

امام نسائی نے فرمایا: ”متروك الحدیث“ (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۴۳۲)

نیز دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام (۲/۲۷۴)

۳: علی بن یزید (متروک ومنکر الحدیث) سے اس روایت کا راوی معان بن رفاعہ جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اسے لین الحدیث (یعنی ضعیف) قرار دیا۔

(دیکھئے توضیح الاحکام ج ۲ ص ۲۷۴ وتقریب التہذیب: ۶۷۴۷)

۴: مرفوع حدیث کے بعض فقرات کے شواہد موجود ہیں۔ مثلاً دیکھئے حدیث سابق (۱۳) مسند احمد (۶/۱۱۶، ۲۳۳ وسندہ حسن) صحیح بخاری (۲۷۹۲) اور صحیح مسلم (۱۸۸۰-۱۸۸۳/۴۸۷۳-۴۸۷۷)

۵: اس ضعیف روایت کے بدلے میں ایک تحفہ پیشِ خدمت ہے:

سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن رات پہرا دینا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ (اس حالت میں) فوت ہو جائے تو وہ جو عمل کرتا تھا (اس کا ثواب) جاری رہتا ہے، اس کا (جنتی) رزق (عالمِ برزخ میں) جاری رہتا ہے اور وہ (قبر کے) فتنوں سے بچا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۹۱۳، دارالسلام: ۴۹۳۸)

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو امامہ صُدی بن عجلان بن عمرو بن وہب الباہلی رضی اللہ عنہ، نزیل حمص

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ تیس (۳۰) سال کے تھے۔ رضی اللہ عنہ

تلامذہ: خالد بن معدان، رجاء بن حیوہ الکندی، سالم بن ابی الجعد، سلیم بن عامر الخبائری، شریح بن عبید الحضرمی، شہر بن حوشب، عمرو بن عبداللہ الحضرمی، قاسم ابو عبدالرحمٰن، لقمان بن عامر اور مکحول الشامی وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو باہلہ کی طرف بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں، لیکن لوگوں نے انکار کر دیا اور انھیں کھانا پینا بھی نہیں دیا، حالانکہ وہ اس وقت سخت بھوکے تھے۔ پھر وہ (تھکاوٹ کی وجہ سے) سو گئے تو خواب میں آپ کو کھلایا پلایا گیا اور جب بیدار ہوئے تو بھوک پیاس کے اثرات ختم ہو چکے تھے۔ یہ دیکھ کر سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی ۸/۳۴۳۔۳۴۴ ح ۸۰۹۹ وسندہ حسن)

۲: آپ کثیر الروایۃ صحابۂ کرام میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ سے مروی روایات (صحت وضعف سے قطعِ نظر) ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں۔ (دیکھئے ج ۷/ص ۳۸۸-۴۸۲ ح ۵۲۱۵-۵۳۷۵)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ سے مروی دو روایتیں ہیں: ۱۵، ۲۰

وفات: ۸۶ھ بمقام دنوہ، حمص (شام) رضی اللہ عنہ

الْحَدِيثُ السَّادِسَ عَشَرَ (١٦)

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الأَسَدِيُّ: أَنَا أَبُو الْفَرَجِ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بن مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ حَبَابَةَ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَيْرُوزٍ الأَنْمَاطِيُّ: ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عِيسَى: ثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مَخْلَدٍ: ثَنَا قَاسِمُ بْنُ بَهْرَامَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**مَنْ غَزَا غَزْوَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ أَدَّى إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ جَمِيعَ طَاعَتِهِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ بِثَوَابِ اللّٰهِ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ: ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا﴾.**))

قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَبَعْدَ هٰذَا الْحَدِيثِ الَّذِي سَمِعْنَاهُ مِنْكَ مَنْ يَدَعُ الْجِهَادَ وَيَقْعُدُ؟ قَالَ: ((**مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا، قَوْمٌ يَكُونُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا يَرَوْنَ الْجِهَادَ وَقَدِ اتَّخَذَ رَبِّي عِنْدَهُ عَهْدًا لَا يُخْلَفُ، أَيُّمَا عَبْدٍ لَقِيَهُ وَهُوَ يَرَى ذٰلِكَ أَنْ يُعَذِّبَهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ.**))

[جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے لئے تنبیہ]

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جہادی حملے میں حصہ لیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی پوری اطاعت کا حق ادا کردیا، پس جو چاہے تو اللہ کے ثواب پر یقین کرے اور جو چاہے انکار کرے: ''یقیناً ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔'' (الکھف:۲۹)

کہا گیا: یارسول اللہ! ہم نے جو حدیث آپ سے سنی ہے، اس کے بعد کون جہاد چھوڑے گا اور بیٹھا رہے گا؟ آپ نے فرمایا: جس پر اللہ نے لعنت کی، غضب فرمایا اور بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو جہاد کی قائل نہیں ہوگی اور میرے رب نے اپنے

آپ سے وعدہ کر رکھا ہے، وہ اس کے خلاف کبھی نہیں کرے گا، جو آدمی اس نظریے کا قائل ہوگا تو اسے ایسا عذاب دے گا کہ ویسا جہانوں میں سے کسی دوسرے کو نہیں دیا جائے گا۔

تحقیق موضوع
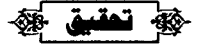
تخریج یہ روایت میرے علم کے مطابق صرف اسی کتاب میں ہے۔

اس موضوع (من گھڑت) روایت کا راوی ابو ہمدان قاسم بن بہرام قاضی ھیت شدید مجروح ہے۔حافظ ابن حبان نے فرمایا: ''لا یجوز الاحتجاج به بحال'' اس کے ساتھ کسی حال میں بھی حجت پکڑنا جائز نہیں۔

(میزان الاعتدال ۳/ ۳۶۹، کتاب المجروحین لابن حبان ۲/۲۱۴)

دارقطنی نے فرمایا: ''متروك'' (الضعفاء والمتروکون: ۶۲۰)

ابن عدی نے کہا: ''کذاب'' (الکامل فی ضعفاء الرجال ۷/۲۹۴ ت ۲۱۹۶ شاملہ)

اس موضوع روایت کے بدلے میں ایک پیارا تحفہ پیشِ خدمت ہے:

سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ان کی ماؤں جیسی حرمت ہے۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کے گھر والوں کی جانشینی میں خیانت کرتا ہے تو اسے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور وہ (مجاہد) اس کے اعمال میں سے جو چاہے گا، لے لے گا اور تمھارا کیا خیال ہے؟ (صحیح مسلم: ۱۸۹۷، دارالسلام: ۴۹۰۸)

یعنی وہ مجاہد ایسے شخص کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوحمزہ انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاری النجاری المدنی رضی اللہ عنہ، نزیل البصرۃ۔

آپ کی والدہ کا نام ام سلیم ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام رضی اللہ عنہا ہے اور سوتیلے والد کا نام سیدنا ابوطلحہ الانصاری زید بن سہل رضی اللہ عنہ ہے۔

ولادت: ہجرت نبویہ سے دس سال پہلے (۳ نبوی)

تلامذہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی، اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص، انس بن سیرین، برید بن ابی مریم، بکر بن عبداللہ المزنی، ثابت البنانی، ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک، حسن بصری، حمید الطّویل، حمید بن ہلال العدوی، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، ابوالعالیہ رفیع الریاحی، زبیر بن عدی، زید بن اسلم، سعید بن جبیر، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، سلیمان بن طرخان التیمی، سماک بن حرب، عامر الشعبی، ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالعزیز بن صہیب، عمرو بن ابی عمرو، قتادہ بن دعامہ، محمد بن سیرین، محمد بن کعب القرظی، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن حبان، مختار بن فلفل، مکحول شامی، نافع ابوغالب الباہلی، نعیم المجمر، ابومجلز لاحق بن حمید، یحییٰ بن ابی کثیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم، رحمہم اللہ اجمعین۔

عورتوں میں سے حفصہ بنت سیرین وغیرہا بھی آپ کی شاگرد تھیں۔ رحمہا اللہ۔

فضائل:

۱: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔

۲: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.)) اے اللہ! اس کا مال اور اولاد زیادہ کر دے اور تو نے اسے جو دیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔ (صحیح بخاری: ۶۳۳۴، صحیح مسلم: ۲۴۸۰، دارالسلام: ۶۳۷۲)

یہ دعا قبول ہوئی اور سو کے قریب آپ کے بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۶)

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں تین دعائیں مانگیں، جن میں سے دو کا اثر میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی آخرت میں امید ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۷)

۴: آپ رسول اللہ ﷺ کے راز دان بھی تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۸۹، صحیح مسلم: ۲۴۸۲، ترقیم دارالسلام: ۶۳۷۸۔۶۳۷۹)

۵: آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دنیا اور آخرت کی ہر دعا فرمائی اور انصار میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس مال نہیں۔ (مسند احمد ۳/۱۰۸ ح ۱۲۰۵۳، وھو حدیث صحیح)

حمید الطّویل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت بذریعہ ثابت البنانی ہونے یا اپنے سماع کی وجہ سے صحیح ہوتی ہے۔

۶: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو "غُلَامٌ لَبِيبٌ" عقل مند لڑکا کہا۔

(تہذیب الکمال ۱/۲۹۲ وھو حدیث صحیح)

۷: ایک روایت سے ثابت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں صغیر السن ہونے کے باوجود موجود تھے اور نبی ﷺ کی خدمت کر رہے تھے۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۱/۲۹۳، سیر اعلام النبلاء ۳/ ۳۹۷۔۳۹۸ وغیرہما)

۸: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (کسی خاص دور میں) فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ انس (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔

(مسند علی بن الجعد: ۱۳۶۶، وسندہ صحیح، طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰۔۲۱ وسندہ صحیح)

۹: ایک دفعہ بارش نہیں ہو رہی تھی اور فصلوں کے لئے پانی کی سخت ضرورت تھی، پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی تو فوراً بادل آ گیا اور خوب بارش ہوئی۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ۷/ ۲۱ وسندہ حسن ولہ طریق آخر عندہ ص ۲۱-۲۲ وسندہ حسن)

اس روایت کو ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ (دلائل النبوۃ للمستغفری ۲/ ۶۴۶-۶۴۷ ح ۴۶۰ وسندہ حسن)

۱۰: سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ (اپنے سوتیلے بیٹے) کے بارے میں فرمایا: ''غُلَامٌ كَيِّسٌ'' عقل مند لڑکا۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۱۹، وسندہ صحیح)

۱۱: آپ کے انگور سال میں دو دفعہ پھل دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ حسن)

آپ کا باغ ایک سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اس (باغ) میں ریحان (کا پودا) تھا، جس سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (سنن ترمذی: ۳۸۳۳، وقال: ''حسن غریب'' وسندہ صحیح)

۱۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یَا بُنَيَّ'' اے بیٹے!

(طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۳: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے (ایک دور میں) فرمایا: اس وقت میرے علاوہ ایسا کوئی شخص زندہ نہیں جس نے دو قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی ہو۔

(طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۴: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ہر رات (خواب میں) اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا ہوں۔'' پھر آپ رونے لگے۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۵: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: کوئی تیاری نہیں کی، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) تو جن سے محبت کرتا ہے، انھیں کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت

کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اپنی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۸، صحیح مسلم: ۲۶۳۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل و مناقب ہیں اور ان کے لئے الگ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

علمی آثار: آپ نے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث بیان کیں، جن میں سے ایک سو اسی (۱۸۰) صحیحین میں ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/ ۴۰۶)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی یا آپ کی طرف منسوب چار روایات ہیں: ۱۶، ۲۶، ۳۱، ۳۷

میدانِ قتال میں: آپ نابالغ ہونے کے باوجود غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کی خدمت کرتے رہے۔

اسحاق بن عثمان الکلابی (ثقہ) نے موسیٰ بن انس بن مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: انس (رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات میں حصہ لیا؟ تو انھوں نے فرمایا: آٹھ غزوات میں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/ ۳۹۸ ت ۱۲۶۶، وسندہ صحیح)

آپ وفاتِ نبوی کے بعد بھی میدانِ قتال (مثلاً فتح تستر) میں شریک رہے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: ۹۳ھ

بقولِ قاضی محمد بن عبداللہ الانصاری رحمہ اللہ اس وقت آپ کی عمر ایک سو سات (۱۰۷) سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۵)

امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''رَأَیْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ أَبْرَصَ وَبِهِ وَضَحٌ شَدِیْدٌ ...'' میں نے دیکھا کہ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو برص کی بیماری تھی اور آپ کے جسم پر برص کے شدید سفید داغ تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۹/ ۳۷۶ وسندہ صحیح)

امام عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے صرف دو کو (برص و جذام کی) بیماریاں لگیں: معیقیب کو جذام تھا اور انس بن مالک کو برص کی بیماری تھی۔

(التاریخ المشہور بالثقات: ۱۶۱۳)

صحیح العقیدہ مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے یا کوئی بیماری لگتی ہے تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور یہ اس کے لئے کفارہ بن جاتا ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المرضی باب اح ۵۶۴۰۔۵۶۴۷)

تنبیہ: بعض گمراہوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بددعا کی وجہ سے برص کی بیماری لگی تھی۔ یہ بات بے اصل (لَيْسَ هَذَا أَصْلٌ) ہے۔ (دیکھئے کتاب المعارف لابن قتیبہ باب البرص ص ۱۳۰ ج ۱، شاملہ)

الْحَدِيثُ السَّابِعَ عَشَرَ (١٧)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْأَدِيبُ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ السُّلَمِيُّ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ ابْنُ الْمُقْرِيِّ: أَنَا أَحْمَدُبْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى: ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: ثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

((إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ.))

قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى! أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نعم! قَالَ: فرجع إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى وَقُتَيْبَةَ عَنْ جَعْفَرٍ.

[جنت تلواروں کے سائے تلے ہے]

(سیدنا) عبداللہ بن قیس (ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ) نے ۔جبکہ وہ دشمن (کفار) کے روبرو تھے۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

بلاشبہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

اس پر لوگوں میں سے ایک کمزور حال (غریب) آدمی نے اٹھ کر کہا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟

انھوں نے فرمایا: جی ہاں! پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا اور کہا: میری طرف سے تمھیں سلام ہو۔

پھر اس شخص نے تلوار کی میان توڑ پھینکی، پھر دشمن (کافروں) کی طرف چلا اور قتال کیا

حتی کہ قتل (ان شاء اللہ شہید) ہو گیا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح مسلم (فواد:۱۹۰۲، دارالسلام:۴۹۱۶)

مسند ابی یعلیٰ (۱۳/۲۵۲ ح ۷۳۲۴) سنن الترمذی (۱۶۵۹، وقال: [صحیح] غریب..)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو ابو یعلیٰ الموصلی کی سند سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر کی سند حسن لذاتہ وصحیح لغیرہ ہے۔

۲: صحابہ وتابعین اپنے امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور آپ کی حدیث پر جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

۳: حدیث حجت ہے۔

۴: خبر واحد اگر صحیح ہو تو شرعی حجت ہے اور اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

۵: مصنف ابن ابی شیبہ میں اسی روایت کی ایک حسن سند میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ السُّيُوفَ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ.)) بے شک جنت کی چابیاں تلواریں ہیں۔

(۴/۲۰۴ ح ۱۹۳۲۷، وسندہ حسن لذاتہ)

۶: امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ (تابعی ومفسر) نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ جنت کی چابیاں تلواریں ہیں۔ (سنن سعید بن منصور ۲/۲۴۴ ح ۲۵۲۰ وسندہ صحیح)

۷: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف :

سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: سیدنا ابوموسی عبداللہ بن قیس بن سُلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عتر بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن جُماھر بن الاشعر الاشعری رضی اللہ عنہ

تلامذہ: اسود بن یزید النخعی ، انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ ، الحسن البصری ، حطان بن عبداللہ الرقاشی ، ربعی بن حراش ، زہدم بن مضرب الجرمی ، زید بن وھب الجھنی ، ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ، سعید بن جبیر ، سعید بن المسیب ، ابو وائل شقیق بن سلمہ الاسدی ، طارق بن شہاب ، عامر الشعبی ، عبداللہ بن بریدہ ، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمی ، عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری ، ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی ، علقمہ بن قیس النخعی ، قیس بن ابی حازم ، مسروق ، ابوبردہ بن ابی موسی اور ابوبکر بن ابی موسی وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((یَا أَبَا مُوْسٰی! لَقَدْ أُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوُدَ.)) اے ابوموسیٰ! تجھے آلِ داود کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۰۴۸، صحیح مسلم: ۷۹۳، سنن الترمذی: ۳۸۵۵ وقال: ''غریب حسن صحیح'')

اس مفہوم کی ایک روایت، حاضر کے صیغے کے بغیر سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۷۹۳، دارالسلام: ۱۸۵۱)

نیز دیکھئے سنن ابن ماجہ (ح ۱۳۴۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وسندہ حسن)

۲: سیدنا عیاض بن عمرو الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اس آیت: ﴿فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ﴾ المائدہ: ۵۴) سے تم اور تمھاری قوم مراد ہیں۔

(المستدرک للحاکم ۲/۳۱۳ ح ۳۲۲۰ مفہوماً وسندہ حسن)

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یَقْدَمُ عَلَیْکُمْ غَدًا أَقْوَامٌ، هُمْ أَرَقُّ قُلُوْبًا لِلْإِسْلَامِ مِنْکُمْ .)) کل تمھارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے زیادہ، اسلام سے ہمدردی رکھتے ہیں۔

(مسند احمد ۳/۱۵۵ ح ۱۲۵۸۲، وسندہ صحیح)

ان لوگوں میں سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں، جیسا کہ حافظ مزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

(تہذیب الکمال ۴/۲۴۴)

۴: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: آپ مشہور صحابی ہیں۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو (کوفہ وبصرہ کا) امیر مقرر کیا تھا اور بعد میں عثمان (رضی اللہ عنہ) نے امیر مقرر کیا تھا اور آپ جنگِ صفین کے وقت دو ججوں (حکمین) میں سے ایک تھے۔ (تقریب التہذیب: ۳۵۴۲)

۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کا گناہ معاف کردے اور قیامت کے دن اسے مدخل کریم (جنت) میں داخل فرما۔ (صحیح بخاری: ۴۳۲۳، صحیح مسلم: ۲۴۹۸)

۶: آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری کو قبول کرلیا تھا۔

(صحیح بخاری: ۴۳۲۸، صحیح مسلم: ۲۴۹۷، دارالسلام: ۶۴۰۵)

علمی آثار: امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ کی مسند میں آپ کی تین سو ساٹھ (۳۶۰) احادیث ہیں اور صحیحین میں آپ کی بیان کردہ انچاس (۴۹) حدیثیں موجود ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ ایک حدیث ہے: ۱۷

میدانِ قتال میں: آپ غزوۂ خیبر میں شامل تھے اور بعد والی جہادی مہموں میں بھی شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: ۵۰ھ یا اس کے بعد، واللہ اعلم (رضی اللہ عنہ)

بعض نے ۴۲ھ وغیرہ بھی کہا ہے اور حافظ ذہبی کا خیال ہے کہ ۴۴ھ زیادہ صحیح ہے۔

(النبلاء ۲/ ۳۹۸)

تنبیہ: آپ کے خلاف کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی (۲/ ۷۷۱) اور تاریخ دمشق لابن عساکر میں ایک روایت مروی ہے، لیکن اس کی سند اعمش مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

(روایت کے لئے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۲/ ۳۹۳۔۳۹۴)

الْحَدِيثُ الثَّامِنَ عَشَرَ (١٨)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ زَاهِرُ بْنُ طَاهِرٍ الْمُسْتَمْلِي بِنَيْسَابُورَ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَافِظُ [ح] وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ حَمْزَةَ بِدِمَشْقَ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَطِيبُ قَالَا: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ: أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ: ثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التَّرْقُفِيُّ: ثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيُّ: ثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمُرَابِطَةِ فَفَزِعُوا فَخَرَجُوا إِلَى السَّاحِلِ ثُمَّ قِيلَ: لَا بَأْسَ، فَانْصَرَفَ النَّاسُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَاقِفٌ فَمَرَّ بِهِ إِنْسَانٌ فَقَالَ: مَا يُوقِفُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ؟فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

((مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ.))

[اللہ کے راستے میں پہرا دینے کی فضیلت]

مجاہد (بن جبر تابعی ومفسر رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) دشمن کی سرحد کے قریب پڑاؤ ڈالنے والی فوج میں موجود تھے کہ لوگ (کسی خبر کی وجہ سے) گھبراہٹ کا شکار ہوئے اور ساحل کی طرف چلے گئے، پھر کہا گیا کہ کوئی حرج (اور خوف) نہیں تو لوگ واپس آگئے اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کھڑے تھے۔

ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا: اے ابوہریرہ! آپ کیوں کھڑے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کے راستے میں ایک گھڑی (پہرے کے لئے) کھڑا ہونا حجر اسود کے قریب لیلۃ القدر کے قیام سے بہتر ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح ابن حبان (الموارد: ۱۵۸۳، الاحسان: ۴۶۰۳)

شعب الایمان للبیہقی (۶/۱۴۰ ح ۴۲۹۸۱)

فوائد

۱: امام مجاہد تابعی کا مدلس ہونا ثابت نہیں ہے، نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ثابت ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۴۱۵۸ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۲۷۰ ح ۱۴۵۷۶، وسندہ صحیح)

۲: امام بیہقی نے اس حدیث کو اسماعیل بن محمد الصفار کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محدث (اہلِ حدیث) ہونے کے ساتھ مجاہد اور بے حد دلیر بھی تھے اور حدیث پر عمل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

۴: طاغوت سے براءت کرتے ہوئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ بڑا افضل عمل ہے اور یاد رہے کہ قوم پرستی، وطن پرستی، علاقہ پرستی اور فرقہ پرستی کی جنگیں جہاد فی سبیل اللہ میں سے نہیں ہیں۔

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ التَّاسِعَ عَشَرَ (١٩)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ غَانِمُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَصْبَهَانِيَّانِ قَالَا: أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُوسَى: أَنَا أَبُو بَكْرٍ ابْنُ الْمُقْرِيءِ:ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ الْخَوْلَانِيُّ: ثَنَا أَبُو مُوسَى عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ:ثَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ خَطَبَ النَّاسَ وَهُوَ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى نَخْلَةٍ فَقَالَ: **((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ؟ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَلَى فَرَسِهِ أَوْ عَلَى بَعِيرِهِ أَوْ عَلَى قَدَمَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ عَلَى ذٰلِكَ وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ فَاجِرٌ جَرِيٌّ يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَرْعَوِي إِلَى شَيْءٍ مِنْهُ.))**

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ اللَّيْثِ.

[بہترین اور بدترین میں امتیاز]

(سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک والے سال، کھجور سے ٹیک لگاتے ہوئے لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا: کیا میں تمھیں بتادوں کہ لوگوں میں سے کون سب سے بہتر ہے اور کون سب سے بُرا ہے؟

یقیناً لوگوں میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ پر، یا پیدل، اللہ کے راستے میں عمل کرتا ہے اور وہ اسی حالت میں ہوتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے۔ اور لوگوں میں سب سے بُرا وہ شخص ہے جو (فاسق) فاجر ہے، اللہ کی کتاب پڑھتا ہے (لیکن) کسی چیز (گناہ، مخالفت اور نافرمانی) سے باز نہیں آتا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق ضعیف

تخریج

سنن النسائی (بتحقیقی: ۳۱۰۸ وعنده : مسند ظهره إلى راحلته)

مسند احمد (۳/ ۳۷، ۴۱، ۴۲، ۵۷، ۵۸)

مستدرک الحاکم (۲/ ۶۷، ۶۸) و صححه ووافقه الذهبي.

کتاب الجہاد المنسوب الی ابن المبارک (ح ۱۶۷)

تنبیہ: اس روایت کے راوی ابو الخطاب المصری کی توثیق سوائے حاکم کے کسی نے نہیں کی اور اس کے بارے میں ذہبی کا قول متناقض ہونے کی وجہ سے ساقط ہے، لہٰذا ابو الخطاب مجہول الحال ہے۔

راقم الحروف نے سنن نسائی کی تحقیق میں حاکم وذہبی کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے اس روایت کو حسن لکھا تھا اور اب اس سے اعلانِ رجوع ہے۔ واللّٰه هو الموفق

اس روایت کے بدلے میں ایک بہترین تحفہ پیشِ خدمت ہے:

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو تیار کیا تو اس نے (بذاتِ خود) جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی تو اس نے (بھی) جہاد کیا۔

(صحیح بخاری: ۲۸۴۳، صحیح مسلم: ۱۸۹۵، دارالسلام: ۴۹۰۲)

راویِ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۷

الْحَدِيثُ الْعِشْرُونَ (۲۰)

أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدُوَيْه: أَنَا أَبُو الْفَضْلِ الرَّازِيُّ: أَنَا جَعْفَرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيُّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ: ثَنَا عَلِيُّ بن سَهْلٍ هُوَ الرَّمْلِيُّ: ثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ الْوَلِيدُ: وَمَرَّبِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: إِنَّا قَدْ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ إِلَى هَذَا الْوَجْهِ فَهَلْ مِنْ فَرَسٍ يُسْتَمْتَعُ بِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: **((مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))**

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَغَيْرِهِ عَنِ الْوَلِيدِ.

[جہاد میں کسی طرح سے بھی حصہ نہ لینے والے کے لئے وعید]

ولید بن مسلم (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میرے پاس یحیٰی بن الحارث (رحمہ اللہ) تشریف لائے تو فرمایا: ہم اس طرف سے (جہاد کے لئے) نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں، لہٰذا کیا آپ کے پاس کوئی گھوڑا ہے جس سے اللہ کے راستے میں فائدہ اٹھایا جائے؟ کیونکہ میں نے قاسم بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا (انھوں نے کہا): میں نے (سیدنا) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص جہاد نہ کرے، یا مجاہد کو جہاد کے لئے سامانِ ضرورت نہ دے، یا مجاہد کے اہل وعیال کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے کسی مصیبت وحادثے میں مبتلا فرمائے گا۔

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

تحقیق: حسن

تخریج سنن ابی داود (۲۵۰۳) سنن ابن ماجہ (۲۷۶۲)
مسند محمد بن ھارون الرویانی (ح۱۲۰۱ ج۲) مسند الشامیین للطبرانی (۸۸۳)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو محمد بن ہارون الرویانی کی سند سے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔

۲: قاسم بن عبدالرحمٰن الدمشقی ابو عبدالرحمٰن صاحبُ ابی امامہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے ثقہ وصدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

۳: ولید بن مسلم نے سماع مسلسل کی تصریح کر دی ہے اور صدقہ بن خالد (ثقہ راوی) نے مسند الشامیین میں ان کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔

۴: ہر مسلمان کو اپنی استطاعت کے مطابق جان و مال سے جہاد میں حصہ لینا چاہیے۔

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۵

الْحَدِيثُ الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ (٢١)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ السُّلَمِيُّ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنَا أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِيءِ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يَنْمُولَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ.))

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "هُوَ حَسَنٌ صَحِيحٌ."

[اللہ کے راستے میں مورچا بند ہونے کی فضیلت]

(سیدنا) فضالہ بن عبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگ جاتی ہے (یعنی اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے) سوائے اللہ کے راستے میں مرابط (مورچا بند) شخص کے، کیونکہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنے (عذابِ قبر) سے محفوظ رہتا ہے۔

اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے، نیز ترمذی نے فرمایا: یہ (حدیث) حسن صحیح ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن ابی داود (۲۵۰۰ وسندہ صحیح)

سنن الترمذی (۱۶۲۱، وقال: "حسن صحیح")

صحیح ابن حبان (۱۶۲۴) مستدرک الحاکم (۲/۷۹)

وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

فوائد

ا: حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کو امام ابویعلیٰ الموصلی کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابویعلیٰ الموصلی تک ابن عساکر کی سند بالکل صحیح ہے اور ممکن ہے کہ یہ حدیث مسند ابی یعلیٰ (الکبیر) میں موجود ہو۔ واللہ اعلم

۲: جو شخص عذابِ قبر کا مستحق ہے، اس کے لئے عذابِ قبر برحق ہے۔

۳: جہاد کی تیاری کرنے اور کفار کے مقابلے میں میدانِ جہاد میں رہنے والے شخص کو عربی میں مرابط کہا جاتا ہے۔

۴: ایک صحیح حدیث میں آیا ہے: ((اِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ))

جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین کے:

(۱) صدقہ جاریہ

(۲) علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے

(۳) یا نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لئے دعائیں کرے۔ (صحیح مسلم: ۱۶۳۱)

تو ان دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ حدیثِ مرابط میں ''عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔'' کے اضافے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو الگ مواقع ہیں اور مرابط شخص کے لئے اضافی فضیلت ہے۔ واللہ اعلم

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام و نسب: سیدنا ابو محمد فضالہ بن عبید بن نافذ بن قیس بن صُھیبہ یا صُھیب بن اصرم بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: عبداللہ بن محیریز الجمحی، عبدالرحمٰن بن جبیر، علی بن رباح، ابوعلی عمرو بن مالک الجنبی، قاسم ابوعبدالرحمٰن، محمد بن کعب القرظی اور ام الدرداء الصغریٰ، رحمہم اللہ۔

آپ کے دوسرے شاگردوں کے لئے دیکھئے تہذیب الکمال (۶/ ۲۸)

فضائل:

۱: آپ بیعت الرضوان میں شامل تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/ ۱۱۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص (جہنم کی) آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے درخت کے نیچے بیعت (یعنی بیعت الرضوان) کی۔

(سنن ابی داود: ۴۶۵۳ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ۳۸۶۰ وقال: ''حسن صحیح'')

ایک روایت میں ہے کہ جنھوں نے بیعت الرضوان کی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ (صحیح مسلم: ۲۴۹۶، دارالسلام: ۶۴۰۴)

۲: آپ بہت سے غزوات اور جہادی لشکروں میں شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ کی بیان کردہ ۲۳ روایات موجود ہیں۔

(ج ۱۴ ص ۴۳۷۔۴۵۵ ح ۱۱۱۱۱۔۱۱۱۳۴)

اور الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں ایک حدیث ہے: ۲۱

میدان جہاد میں: آپ غزوۂ احد، غزوۂ خندق اور بعد والے تمام غزواتِ نبویہ میں شریک تھے اور وفات النبی ﷺ کے بعد بھی جہادی مہموں میں شامل رہے۔ مثلاً فتح مصر وغیرہ

وفات: ۵۸ھ یا اس سے پہلے ۵۳ھ (رضی اللہ عنہ)

اَلْحَدِيثُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ (٢٢)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ وَأَبُو الْمَحَاسِنِ أَسْعَدُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الْوَقْتِ عَبْدُ الْأَوَّلِ بْنُ عِيسَى قَالُوا: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بِبُوشَنْجَ: أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ: أَنَا عِيسَى بْنُ عُمَرَ السَّمَرْقَنْدِي: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ: أَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَجْرِي لَهُ عَمَلُهُ حَتَّى يُبْعَثَ.))**

[مرابط کا عمل مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے]

(سیدنا) عقبہ (بن عامر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہر مرنے والے کا عمل ختم ہوجاتا ہے، سوائے اللہ کے راستے میں مرابط (مورچابند) شخص کے، کیونکہ اس کا عمل دوبارہ زندہ ہونے تک جاری رہے گا۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن دارمی (٢٤٣٠) مسند احمد (١٥٠/٤، ١٥٧)

فوائد

١: عبداللہ بن لہیعہ رحمہ اللہ نے یہ روایت اختلاط سے پہلے بیان کی تھی اور مسند احمد میں اسی کے سماع کی تصریح موجود ہے، لہٰذا یہ سند حسن لذاتہ ہے، اور سابق حدیث (٢١) کے ساتھ یہ صحیح لغیرہ ہے۔

٢: ابن عساکر نے یہ حدیث سنن دارمی سے بیان کی ہے۔

٣: ابن لہیعہ کے بارے میں تفصیل کے لئے دیکھئے توضیح الاحکام (٤٦٩/٢۔٤٧٠) اور نور العینین فی اثبات رفع الیدین (ص ١٨٤)

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوحماد عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ الجہنی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت میں بہت اختلاف ہے: ابوسعاد، ابوعامر، ابوعمرو، ابوعبس، ابواسد، ابوالاسود

تلامذہ: اسلم ابوعمران التجیبی، جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر الحضرمی، حسن بصری، ربعی بن حراش، سعید المقبری، ابوامامہ صُدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن شماسہ المہری، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، قاسم ابوعبدالرحمٰن، قیس بن ابی حازم، کثیر بن مرہ الحضرمی، ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی، مشرح بن ہاعان المعافری، ابوادریس الخولانی اور ابوسعید المقبری وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: صحابی رضی اللہ عنہ

۲: مجاہد

۳: محدث

۴: ''الإمام المقرئ...وكان عالمًا مقرئًا فصيحًا فقيهًا فرضِيًّا شاعرًا كبير الشان.''

امام مقرئ.....آپ عالم، قاری، فصیح البیان، فقیہ، علم میراث کے ماہر، شاعر (اور) بڑی شان والے تھے۔ (سیر اعلام النبلا ۲/ ۴۶۷)

۵: آپ فتح مصر میں حاضر تھے۔

۶: آپ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: مسند بقی بن مخلد میں آپ کی پچپن (۵۵) احادیث ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی دو روایتیں ہیں: ۲۲، ۲۹

وفات: ۵۸ھ آپ کی قبر مقطم (مصر) میں ہے۔ رضی اللہ عنہ

الْحَدِيثُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ (٢٣)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ الْحُصَيْنِ بِبَغْدَادَ: أَنَا أَبُو عَلِيٍّ ابْنُ الْمُذْهِبِ: أَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ مَالِكٍ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.**))

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَازِمٍ، تَفَرَّدَ بِذِكْرِ الرِّبَاطِ فِيهِ ابْنُ دِينَارٍ.

[اللہ کے راستے میں ایک دن کا پہرا، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے]

(سیدنا) سہل بن سعد الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرا دینا، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہے۔ بندے کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح یا شام کو جانا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہے۔ اور جنت میں تمھارے کوڑا رکھنے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور پہرا دینے کا لفظ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کا تفرد ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسند احمد (۵/۳۳۹)

صحیح بخاری (۲۸۹۲) سنن الترمذی (۱۶۶۴، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

فوائد

ا: اس حدیث سے دنیا کی بے وقعتی ثابت ہوتی ہے۔

۲: نیک اعمال کی آخرت میں بڑی قدر و قیمت ہوگی۔

۳: جنت اور اس کی نعمتیں بہت عظیم ہیں۔

۴: ابن عساکر نے یہ حدیث احمد کی سند سے بیان کی ہے اور مسند احمد میں یہ موجود ہے۔

۵: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں، لہٰذا یہ حدیث حسن لذاتہ ہے اور قرائن و شواہد کی رُو سے صحیح لغیرہ ہے۔

۶: ثقہ و صدوق راوی کی سند و متن میں زیادت، اگر اپنے سے اوثق کے صریح مخالف نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو العباس سہل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الساعدی المدنی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو یحییٰ بھی بیان کی گئی ہے۔

تلامذہ: خارجہ بن زید بن ثابت، ابو حازم سلمہ بن دینار المدنی، سمعان ابو یحییٰ الاسلمی، عباس بن سہل بن سعد الساعدی، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، نافع بن جبیر بن مطعم، ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر الاصبحی اور وفاء بن شریح الصدفی رحمہم اللہ۔

فضائل: آپ کثیر الروایات صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ کی ستاسی (۸۷) روایات ہیں۔

(۷/ ۲۵۷_۳۲۲ ح ۵۰۶۹_۵۱۵۴)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی ایک حدیث ہے: ۲۳

وفات: ۸۸ یا ۹۱ھ (عمر ۹۶ سال)

اَلْحَدِيثُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ (٢٤)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: أَنَا أَبِي الْأُسْتَاذُ أَبُو الْقَاسِمِ: أَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ: أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ: ثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((**مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُجْرِيَ عَلَيْهِ أَجْرُ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأُومِنَ الْفَتَّانَ وَبَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفَزَعِ.**))

رَوَاهُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ مَاجَهْ فِي سُنَنِهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى.

[اللہ کے راستے میں فوت (شہید) ہونے کی فضیلت]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ کے راستے میں پہرا دیتے ہوئے فوت ہو جائے تو جو نیک عمل وہ کرتا تھا جاری رہتا ہے، اس کا رزق جاری رہتا ہے، وہ فتنے (عذابِ قبر) سے محفوظ رہتا ہے اور قیامت کے دن اللہ اسے اس حالت میں زندہ کر کے اٹھائے گا کہ وہ بے خوف ہوگا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن ابن ماجہ (۲۷۶۷)

مسند ابی عوانہ (۵/۹۱)

فوائد

۱: ابن عساکر نے اس حدیث کو ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ مسند ابی عوانہ میں موجود ہے۔

۲: اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے اور صحیح مسلم (۱۹۱۳) وغیرہ میں اس کے شواہد ہیں جن کے ساتھ یہ صحیح لغیرہ ہے۔

۳: یہ حدیث ''إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ'' کے عموم کی تخصیص وتفسیر ہے۔ دیکھئے ص ۱۱۳

۴: عذابِ قبر برحق ہے۔

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث:۱

الْحَدِيثُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُونَ (٢٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ زَاهِرُ بْنُ طَاهِرٍ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ: ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عُشَانَةَ الْمَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

((إِنَّ أَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، إِذَا أُمِرُوا سَمِعُوا وَأَطَاعُوا وَإِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ حَتَّى يَمُوتَ وَهِيَ فِي صَدْرِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَدْعُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا وَزِينَتِهَا فَيَقُولُ: أَيْنَ عِبَادِي الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقُتِلُوا وَأُوذُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِي؟ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَدْخُلُونَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ لَكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ آثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِي وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ: ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾))

[شہید بغیر حساب کے جنت میں جائے گا]

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ فقرائے مہاجرین ہیں، جن (کی دعاؤں) کے ذریعے سے تکالیف ومصائب سے بچایا جاتا ہے، جب انھیں حکم دیا جاتا ہے تو سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں۔ اگر صاحبِ اقتدار سلطان سے ان میں سے کسی کو کوئی ضرورت ہوتو وہ پوری نہیں ہوتی اور اس کی موت تک اس کے سینے میں (پوشیدہ) رہتی

ہے۔ بے شک اللہ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا تو وہ اپنی زینت اور خوبصورتیوں کے ساتھ آئے گی، پھر اللہ فرمائے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں قتال کیا تھا، قتل ہوئے، اللہ کے راستے میں تکلیفیں برداشت کیں اور میرے راستے میں جہاد کیا؟ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پس وہ حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر فرشتے آکر (سجدہ کریں گے اور ☆) کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح وتقدیس (پاکی) بیان کرتے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ تو رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا، میرے راستے میں تکلیفیں برداشت کیں۔ پھر ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے: سلام ہو تم پر تمھارے صبر کی وجہ سے، پس خوب ہے آخری ٹھکانا۔

صحیح

المستدرک (۲/۷۱۔۷۲ ح ۲۳۹۳) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

صحیح ابن حبان (موارد الظمآن: ۲۵۶۵) مسند احمد (۲/ ۱۶۸)

فوائد

۱: ابن عساکر نے یہ حدیث مستدرک الحاکم سے نقل کی ہے۔

۲: حاکم کی سند صحیح ہے۔

۳: اہلِ ایمان کو چاہئے کہ اہلِ اقتدار سے دُور رہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں مشغول رہیں۔

۴: اس حدیث میں فقر وخمول (گمنامی) کی فضیلت ہے۔

۵: ☆ ''سجدہ کریں گے اور'' کا اضافہ الحجۃ فی بیان المحجۃ (۱/ ۳۹۰ ح ۲۰۰) وغیرہ سے کیا گیا ہے۔

۶: مستدرک ،المعجم الکبیر للطبرانی (۱۳/۶۱ ح ۱۵۲، ۱۴/۱۱۴ ح ۱۴۷۳۵)اور شعب الایمان (۳۹۵۴) میں ''أیدتھم'' کے بجائے ''آثرتھم'' ہے اور یہی راجح ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سُعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لؤی بن غالب القرشی السہمی المکی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر الحضرمی، الحسن البصری، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، زر بن حبیش الاسدی، سالم بن ابی الجعد، السائب بن فروخ الشاعر، سعید بن المسیب، شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص والد عمرو بن شعیب، طاؤس بن کیسان، عامر الشعبی، عبداللہ بن بریدہ الاسلمی، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، عمرو بن دینار المکی، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، مجاہد بن جبر، مسروق اور ابو بردہ بن ابی موسی الاشعری وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی حدیثیں لکھنے کی اجازت دی تھی۔

(سنن ابی داود: ۳۶۴۶ وسندہ صحیح، مسند احمد ۲/۱۶۲)

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حدیثیں بیان کرنے والا نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو (بن العاص) کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۱۱۳)

آپ کا لکھا ہوا مجموعہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے الصحیفہ الصادقہ کے نام سے مشہور ہے۔ (نیز دیکھئے الموطأ، روایۃ ابن القاسم تحقیقی ص ۴۹۔۵۰)

۳: حنظلہ بن خویلد العنبری (العنزی/ثقہ) سے روایت ہے: میں (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ (سیدنا) عمار (بن یاسر رضی اللہ عنہ) کے (کٹے ہوئے) سر کے بارے میں دو آدمی جھگڑا کرتے ہوئے آئے، ان دونوں میں سے ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم میں سے جو خوش ہونا چاہتا ہے، خوش ہو لے (!!) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.))

اسے (عمار رضی اللہ عنہ کو) باغی جماعت قتل کرے گی۔

معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تُو ہمارے ساتھ (جنگِ صفین میں) کیوں ہے؟

انھوں (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری شکایت کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا: جب تک تمھارا والد زندہ ہو، اس کی اطاعت کرنا اور نافرمانی نہ کرنا۔ پس میں تمھارے ساتھ ہوں اور میں قتل وقتال نہیں کرتا۔

(مسند الامام احمد ۲/۱۶۴۔۱۶۵ ح ۶۵۳۸ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا صفین کے ساتھ کیا تعلق ہے اور مسلمانوں سے قتل وقتال کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے؟ میں تو چاہتا ہوں کہ میں اس سے دس سال پہلے مر گیا ہوتا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس میں نہ تلوار چلائی، نہ نیزہ مارا اور نہ تیر پھینکا۔

(طبقات ابن سعد ۴/۲۶۶ وسندہ صحیح)

علمی آثار: آپ کی روایات کی تعداد سات سو (۷۰۰) ہے اور ان میں سے سات (۷) صحیحین میں ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ ایک حدیث موجود ہے: ۲۵

وفات: واقعہ حرہ کے دوران میں، ذوالحجہ ۶۳ھ (رضی اللہ عنہ)

آپ کی وفات کی تاریخ کے بارے میں سخت اختلاف ہے اور راقم الحروف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

اَلْحَدِيثُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ (٢٦)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْحَافِظُ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ زَنْجُوَيْهِ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ السَّقَطِيُّ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الدَّوْرَقِيُّ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ: ثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((الشُّهَدَاءُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ: رَجُلٌ خَرَجَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ مُحْتَسِبًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يُرِيدُ أَنْ يُقْتَلَ وَلَا يَقْتُلَ، لِتَكْثِيرِ سَوَادِ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ كُلُّهَا وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأُومِنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَوُضِعَ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ.**

وَالثَّانِي رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ يُرِيدُ أَنْ يَقْتُلَ وَلَا يُقْتَلَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ كَانَتْ رُكْبَتُهُ مَعَ رُكْبَةِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ.

وَالثَّالِثُ رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُحْتَسِبًا يُرِيدُ أَنْ يَقْتُلَ وَيُقْتَلَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَاهِرًا سَيْفَهُ وَاضِعَهُ عَلَى عُنُقِهِ وَالنَّاسُ جَاثُونَ عَلَى الرُّكَبِ يَقُولُ: أَلَا فَافْتَحُوا لَنَا فَإِنَّا قَدْ بَذَلْنَا دِمَاءَنَا وَأَمْوَالَنَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.))

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ قَالَ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ أَوْ لِنَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَتَنَحَّى لَهُمْ عَنِ الطَّرِيقِ، لِمَا يَرَى مِنْ وَاجِبِ حَقِّهِمْ حَتَّى يَأْتُوا مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فَيَجْلِسُونَ يَنْظُرُونَ كَيْفَ يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ، لَا يَجِدُونَ غَمَّ الْمَوْتِ وَلَا يَغْتَمُّونَ فِي الْبَرْزَخِ وَلَا تُفْزِعُهُمُ الصَّيْحَةُ وَلَا يُهِمُّهُمُ الْحِسَابُ وَلَا الْمِيزَانُ وَلَا الصِّرَاطُ،**

يَنْظُرُونَ كَيْفَ يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ وَلا يَسْأَلُونَ شَيْئًا إِلَّا أُعْطُوا وَلا يُشَفَّعُونَ فِي أَحَدٍ إِلا شُفِّعُوا فِيهِ وَيُعْطَى مِنَ الْجَنَّةِ مَا أَحَبَّ وَيَنْزِلُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ أَحَبَّ.)) هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

[منصبِ شہادت کی اقسام]

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید تین قسم کے لوگ ہیں:

(۱) ایک آدمی اپنا مال اور جان لے کر اللہ کے راستے میں (صرف لشکر میں) مسلمانوں کی کثرت کے لئے نکلا، وہ نہ قتل کرنا چاہتا ہے اور نہ قتل ہونا چاہتا ہے، پھر اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے، سب سے بڑے خوف سے امن میں رہے گا، بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں اس کی بیویاں بنیں گی اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔

(۲) دوسرا آدمی جان و مال سے جہاد کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ قتل کرے اور خود قتل نہ ہو، پھر اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح بیٹھے کہ اس کا گھٹنا (سیدنا) ابراہیم خلیل الرحمٰن کے گھٹنے کے ساتھ اس کا گھٹنا ہو گا یعنی برابر میں بیٹھے گا، ہمہ مقتدر بادشاہ کی سچی بارگاہ میں۔

(۳) اور تیسرا آدمی ثواب کی نیت سے جان و مال کے ساتھ نکلتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ قتل کرے یا خود قتل ہو جائے، پھر اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو قیامت کے دن اپنے کندھوں پر تلوار لہراتا ہوا آئے گا اور لوگ گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ کہے گا: سنو! ہمارے لئے (راستہ) کھول دو، کیونکہ ہم نے اپنے خون اور مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں صَرف کئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ یہ

بات ابراہیم خلیل الرحمن یا نبیوں میں سے کسی نبی سے کہے گا تو وہ اس کے لئے راستہ چھوڑ دیں گے، کیونکہ وہ اس کا ضروری حق جانیں گے، حتی کہ وہ عرش کے دائیں طرف نور کے منبروں کے پاس آئیں گے، پھر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ موت کی سختی محسوس نہیں کریں گے اور نہ عالم برزخ میں انھیں کوئی غم ہوگا۔ نہ (قیامت کی) چیخ انھیں ڈرائے گی اور نہ انھیں حساب کتاب، میزان اور پل صراط کی پروا ہوگی، بس وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ ہوتا ہے۔ وہ جو چیز مانگیں گے انھیں مل جائے گی اور وہ جس کے بارے میں سفارش کریں گے، ان کی شفاعت قبول ہوگی۔ وہ جنت میں سے جو پسند کریں گے انھیں دیا جائے گا اور جنت میں جہاں چاہیں گے رہیں گے۔

یہ حدیث غریب ہے۔

تحقیق موضوع

تخریج مسند البزار (کشف الاستار: ۱۷۱۵)

المطالب العالیہ لابن حجر (۲/ ۱۳۸۔۱۴۱) وقال: "هٰذَا حَدِيثٌ مُوضُوعٌ، مَا أَجْهَلَ مَنِ افْتَرَاهُ وَأَجْرَأَهُ عَلَى ذٰلِكَ" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث موضوع ہے، جس نے اسے گھڑا ہے وہ بڑا جاہل اور جری تھا۔

تنبیہ: اس روایت کی سند میں محمد بن معاویہ نیشاپوری کذاب راوی ہے، لہٰذا یہ روایت موضوع (من گھڑت اور جھوٹی) ہے۔

حافظ ابن عساکر نے "غریب" کہہ کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے، شاید راوی کا کذب ان سے مخفی رہا ہو۔ واللہ اعلم

اس موضوع روایت کے بدلے میں ایک صحیح حدیث ہدیۂ قارئین ہے:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد اور اللہ پر ایمان سب سے افضل ہے۔ ایک آدمی نے اٹھ

کر پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں تو میری خطائیں معاف ہو جائیں گی؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! اگر تم صبر کرنے والے، ثواب کی نیت رکھنے والے، میدانِ جہاد میں آگے بڑھنے والے (اور) پیٹھ نہ پھیرنے والے ہوئے (تب) اللہ کے راستے میں قتل ہو گئے تو تمھاری خطائیں معاف ہو جائیں گی... سوائے قرض کے اور یہ بات مجھے ابھی جبریل (علیہ السلام) نے بتائی ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۸۸۵، دارالسلام: ۴۸۸۰ ملخصاً)

تنبیہ: اس حدیث (نمبر ۲۶) کے راوی حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۶

اَلْحَدِيثُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ (٢٧)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْأَصْبَهَانِيُّ الْأَدِيبُ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَنْصُورٍ السُّلَمِيُّ: أَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَوْصِلِيُّ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدثنِي طَلْحَة بن أبي سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا بِمَوْعِدِ اللّٰهِ كَانَ شِبَعُهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ.

[جہاد کی نیت سے رکھی گئی چیزیں نیکیوں میں اضافے کا باعث ہیں]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اللہ کے راستے میں اللہ پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے کوئی گھوڑا وقف کیا (اُسے پالا) تو اس گھوڑے کا سیر ہو کر چارہ کھانا، پیشاب اور لید کرنا بھی قیامت کے دن نیکیوں کی صورت میں اس کے ترازو میں ہوں گی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح بخاری (۲۸۵۳)

مسند ابی یعلیٰ (۶۵۶۸)

فوائد

۱: حافظ ابن عساکر نے یہ حدیث امام ابو یعلیٰ کی سند سے روایت کی اور یہ مسند ابی یعلیٰ

میں موجود ہے، نیز اس کی سند صحیح ہے۔

۲: جہاد کی تیاری میں جو مال و دولت خرچ کیا جائے اور محنت کی جائے، قیامت کے دن اس کا بہت بڑا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

۳: قیامت کے دن اچھے اور برے اعمال کا وزن ہوگا۔

۴: بعض لوگوں کے اچھائی اور برائی والے صحیفے تولے جائیں گے۔

۵: بعض لوگوں کے اجسام تولے جائیں گے، جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے وزن والی حدیث سے ظاہر ہے۔

۶: جہاد کے لئے صحیح عقیدہ اور توحید و سنت پر ثابت قدم ہونا ضروری ہے۔

۷: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

۸: راوی حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ (٢٨)

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ عُمَرَ الْفَقِيهُ: أَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَحْمَدَ الْبَحِيرِيُّ: أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ: أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ مُوسَى الْهَاشِمِيُّ: أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ: ثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذَلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ مِنْهُ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ فَهِيَ لِذَلِكَ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ.**

وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ.))

وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَمِيرِ؟ قَالَ: ((**لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾**))

وَهَذَا صَحِيحٌ أَيْضًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ وَالْقَعْنَبِيِّ عَنْ مَالِكٍ.

وَقَوْلُهُ: اسْتَنَّتْ أَيْ صَبَرَتْ، وَالشَّرَفُ: شَوْطُ الْفَرَسِ وَالنِّوَاءُ: مِنَ الْمُنَاوَأَةِ.

[گھوڑوں کے مالک تین طرح کے ہوتے ہیں]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے تین آدمیوں کے لئے ہوتے ہیں: (بعض) آدمی کے لئے اجر (کا باعث) ہوتے ہیں اور بعض اس کے لئے پردہ ہیں اور بعض پر بوجھ (گناہ) ہوتے ہیں۔ باعثِ اجر اس کے لئے ہیں جو اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) تیار کرتا ہے، پھر وہ ان کی رسی کسی جگہ یا باغ میں لمبی کرتا ہے تو وہ جتنی دور تک اس جگہ یا باغ میں چرتے ہیں تو اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر وہ رسی توڑ کر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر چڑھیں تو اس آدمی کے لئے ان کے قدموں اور لیدوں کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرتے ہوئے پانی پئیں اور وہ مالک انھیں پانی پلانے کے لئے نہ لایا ہو تو بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ اس کے لئے باعثِ اجر ہے۔

دوسرا آدمی جو اپنی ضرورتوں کے لئے، دوسرے لوگوں سے بے نیاز ہونے کے لئے اور دوسروں سے مانگنے سے بچنے کے لئے انھیں پالے اور ان کی گردنوں اور پیٹھوں میں اللہ کے حق کو نہ بھلائے تو یہ اس آدمی کے لئے پردہ ہیں۔

اور (تیسرا) آدمی جو فخر، ریا اور مسلمانوں سے مقابلے کے لئے گھوڑے پالتا ہے تو یہ اس کے لئے گناہ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کے بارے میں مجھ پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی سوائے اس جامع منفرد آیت: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ کے۔ (الزلزال:۷،۸)

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا۔

یہ بھی صحیح ہے۔ اسے بخاری نے عبداللہ بن یوسف، اسماعیل بن ابی اویس اور قعنبی

سے، انھوں نے (امام) مالک سے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح بخاری (۲۸۶۰)

موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم: ۱۷۸، روایۃ یحییٰ ۲/۴۴۴۔۴۴۵ ح ۹۸۸)

فوائد

۱: ابن عساکر نے یہ حدیث موطا امام مالک (روایۃ ابی مصعب ۱/ ۳۴۷۔۳۴۹ ح ۹۰۱) سے نقل کی ہے اور موطأ میں یہ روایت موجود ہے۔

۲: اگر کسی مسئلے میں خاص دلیل نہ ہو تو عام دلیل سے استدلال کرنا بالکل جائز ہے۔

۳: نبی کریم ﷺ دین میں بغیر وحی کے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے سوائے بعض حالتوں میں اجتہاد فرمانے کے۔

آپ کا اجتہاد بھی شرعی حجت ہے سوائے اس کے جس کی تخصیص ثابت ہے یا جس میں وحی کے ذریعے تبدیلی کر دی جائے۔

۴: اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت اور اجماع میں نہ ملے تو آثارِ سلف صالحین کی روشنی میں اجتہاد کرنا جائز ہے۔

۵: جہاد فی سبیل اللہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

۶: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۷: گھوڑوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے، وہ وحی میں سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث بھی وحی ہے۔

۸: ریا کار کا عمل مردود ہوتا ہے۔

۹: راوی حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيث التَّاسِع وَالْعِشْرِين (۲۹)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ السَّمَرْقَنْدِيُّ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّورِ: أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُخَلِّصُ: ثَنَا ابْنُ مَنِيعٍ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدٍ: ثَنَا ابْنُ زَنْجُوَيْهِ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَزْرَقِ قَالَ: كَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَخْرُجُ فَيَرْمِي كُلَّ يَوْمٍ وَيَسْتَتْبِعُ رَجُلًا قَالَ: وَكَأَنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَادَ أَنْ يَمَلَّ فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: بَلَى! قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم يَقُولُ:

((إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ:

صَانِعَهُ الَّذِي يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ.

وَالَّذِي يُجَهِّزُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

وَالَّذِي يَرْمِي بِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.))

وَقَالَ: **((ارْمُوا أَوِ ارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا وَكُلُّ لَهْوٍ يَلْهُو بِهِ الْمُؤْمِنُ فَهُوَ بَاطِلٌ إِلَّا ثَلَاثٌ:**

رَمْيَهُ سَهْمَهُ عَنْ قَوْسِهِ.

وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ.

وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ.))

قَالَ: فَتُوُفِّيَ عُقْبَةُ وَلَهُ بِضْعَةٌ وَسِتُّونَ أَوْ بِضْعَةٌ وَسَبْعُونَ قَوْسًا، مَعَ كُلِّ قَوْسٍ قَرَنٌ وَنَبْلٌ وَأَوْصَى بِهِنَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((مَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ أَنْ عُلِّمَهُ فَهِيَ نِعْمَةٌ كَفَرَهَا.))

الصَّوَابُ قَرَنٌ وَنَبْلٌ وَهُوَ مَا يَكُونُ فِيهِ النبل.

[ایک تیر کے ذریعے سے تین آدمی جنت میں جائیں گے]

عبداللہ بن زید الازرق (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) باہر آکر ہر روز تیر پھینکتے تھے اور اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجتے تھے (تاکہ واپس لے آئے) اور گویا وہ آدمی تنگ ہونے لگا تو انھوں نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! (سنائیے)

آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ایک تیر کے ساتھ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: وہ کاریگر جو اپنی کاریگری میں خیر کا طلب گار ہے اور (دوسرا) وہ جو اللہ کے راستے میں اس کی تیاری کرتا ہے اور (تیسرا) وہ جو اسے اللہ کے راستے میں (کافروں) پر پھینکتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا: تیر اندازی کرو یا سوار ہو جاؤ اور اگر تیر اندازی کرو تو یہ سوار ہونے سے بہتر ہے اور تین کھیلوں کے علاوہ مومن کا ہر کھیل باطل ہے سوائے اس کا اپنی کمان سے تیر پھینکنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا اور اپنی بیوی سے پیار و محبت کرنا، کیونکہ یہ حق میں سے ہیں۔

انھوں (عبداللہ بن زید الازرق) نے کہا: پھر (سیدنا) عقبہ (رضی اللہ عنہ) اس حال میں فوت ہوئے کہ آپ کی ساٹھ یا ستر سے زیادہ کمانیں تھیں، ہر کمان کے ساتھ ایک ترکش اور کئی تیر تھے اور انھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انھیں اللہ کے راستے میں دے دیا جائے۔

انھوں (سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سیکھنے کے بعد تیر اندازی ترک کر دی تو اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

تحقیق حسن

تخریج سنن ابن ماجہ (۲۸۱۱)

سنن ترمذی (۱۶۳۷، ب وَقَالَ: "حَسَنٌ صَحِيحٌ")

مسند احمد (۱۴۴/۴، وسندہ حسن/ یحییٰ بن ابی کثیر صرح بالسماع عندہ)

مصنف عبدالرزاق (۱۰/ ۴۰۹۔ ۴۱۰ ح ۱۹۵۲۲، ۱۱/ ۴۶۱۔ ۴۶۲ ح ۲۱۰۱۰)

فوائد

۱: ابن زید الازرق کو ابن حبان، حاکم (۲/ ۹۵) اور ذہبی وغیرہم نے ثقہ قرار دیا، لہٰذا وہ حسن الحدیث راوی ہیں اور اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں۔

(مثلاً دیکھئے منتقی ابن الجارود: ۱۰۶۲)

۲: ابن عساکر نے یہ حدیث عبدالرزاق کی سند سے بیان کی اور یہ مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے۔

۳: کرکٹ وغیرہ کھیلوں کے دیکھنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

۴: حدیث میں مذکور تین کھیل جائز ہیں اور ان کے علاوہ ہر قسم کے کھیل کود میں شریک ہونا ممنوع ہے، الا یہ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت مثلاً جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری اور دینِ اسلام کی سربلندی مقصود ہو یا اپنی صحت بہتر و مضبوط بنائی جائے، بشرطیکہ کتاب و سنت پر عمل کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

۵: تیر اندازی (نشانہ بازی) سیکھنا باعثِ اجر و ثواب ہے، لیکن سیکھ کر بھول جانا یا اسے چھوڑ دینا مذموم اور کفرانِ نعمت ہے۔

۶: ایک تیر تین آدمیوں کے جنت میں جانے کا ذریعہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

۷: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جہادی تربیت میں مصروف رہتے اور اس کے لئے ساز و سامان تیار رکھتے تھے۔

۸: موقع کی مناسبت سے دلائل کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کرنی چاہئے۔

۹: راویِ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۲۲

اَلْحَدِيثُ الثَّلَاثُونَ (٣٠)

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ الْفَرَضِيُّ: ثَنَا الْقَاضِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُهْتَدِي بِاللّٰهِ [ح☆] وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ السَّمَرْقَنْدِيُّ: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّورِ قَالَا: ثَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيٍّ الْوَزِيرُ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ: ثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي زُهَيْرٍ الضُّبَعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ مِثْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ: الدِّرْهَمُ بِسَبْعِمِائَةِ.**))

[اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت]

(سیدنا) بریدہ (بن الحصیب رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
حج میں خرچ کرنا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی طرح ہے یعنی درہم کے بدلے میں سات سو درہم خرچ کرنے کا اجر ہے۔

تحقیق ضعیف

تخریج مسند احمد (۵/۳۵۴۔۳۵۵)
التاریخ الکبیر للبخاری (۲/۶۳) السنن الکبریٰ للبیہقی (۴/۳۳۲)

تنبیہ: یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عطاء بن السائب کا اختلاط (دیکھئے الکواکب النیرات)
وہ صدوق مختلط راوی ہیں اور ہمارے نزدیک ان کا اختلاط سے پہلے یہ روایت بیان کرنا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

۲: ابوزہیر حرب بن زہیر الضبعی مجہول الحال راوی ہے۔

اس روایت کے شواہد بھی ضعیف ہیں۔ (نیز دیکھئے ح ۳۳)

اس روایت کے بدلے میں ایک صحیح حدیث ہدیہ ہے:

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سچے دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے مقام پر پہنچا دے گا، اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔ (صحیح مسلم: ۱۹۰۹، دارالسلام: ۴۹۳۰)

☆ ح کا یہ اضافہ مطبوعہ نسخے میں رہ گیا ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا بُریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ

سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوعبداللہ بریدہ بن الحصیب بن عبداللہ بن الحارث بن الاعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم الاسلمی رضی اللہ عنہ

قبولِ اسلام: آپ بدر سے پہلے مسلمان ہوئے، لیکن (کسی وجہ سے) بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔ آپ مدینہ طیبہ، بصرہ اور پھر بعد میں مرو میں رہے اور وہیں فوت ہوئے۔

تلامذہ: سلیمان بن بریدہ، عامر الشعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن اوس الخزاعی اور ابوالملیح بن اسامہ الہذلی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

فضائل:

۱: صحابی رضی اللہ عنہ

۲: محدث کبیر

۳: آپ غزوۂ خیبر میں شریک تھے۔

۴: فتح مکہ کے موقع پر آپ کے پاس جھنڈا تھا۔

۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آپ کی قوم کے صدقات پر والی مقرر کیا تھا۔

۶: آپ نے بہت سی احادیث بیان کیں۔ رضی اللہ عنہ

۷: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خراسان پر جہادی مہم میں شامل تھے۔

میدانِ جہاد میں: غزوہ خیبر، فتح مکہ، جہاد ارض البلقاء وغیرہ

علمی آثار: آپ سے ایک سو پچاس روایات مروی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۴۷۱)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی طرف منسوب صرف ایک حدیث ہے: ۳۰

وفات: ۶۳ھ بمقام مرو، خراسان (رضی اللہ عنہ)

الْحَدِيثُ الْحَادِي وَالثَّلاثُونَ (۳۱)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الْمَحَاسِنِ أَسْعَدُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَبُو الْوَقْتِ عَبْدُ الْأَوَّلِ بْنُ عِيسَى قَالُوا: أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الدَّاوُودِيُّ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ: أَنَا أَبُو عِمْرَانَ السَّمَرْقَنْدِيُّ: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الدَّارِمِيُّ: أَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ.))**

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادٍ.

وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ.

[زبان سے جہاد]

(سیدنا) انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو۔

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن ابی داود (۲۵۰۴) سنن نسائی (۳۰۹۸)

سنن دارمی (۲۴۳۶) صحیح ابن حبان (۱۶۱۸)

المستدرک (۸۱/۲) وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

المختارة للضياء المقدسي (۳۶/۵ ح ۱۶۴۲)

فوائد

۱: ابن عساکر نے یہ حدیث امام دارمی کی کتاب سے روایت کی ہے اور سنن دارمی میں موجود ہے۔ والحمدللہ

۲: امام حمید الطویل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔
دیکھئے شمائل ترمذی (تحقیقی: ۳۸۳ص ۲۱۰)
لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔
۳: زبان اور قلم کے ساتھ کتاب وسنت کی دعوت دینا اور لوگوں کو صحیح العقیدہ بنانا بھی جہاد ہے۔

مفتی عبدالرحمٰن الرحمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''جہاد فی سبیل اللہ کی کل تین اقسام ہیں:

(۱) جہاد بالمال (۲) جہاد بالنّفس (۳) جہاد باللِّسان......تاہم جب کسی قرینہ سے اس کو عام معنی میں لیا جائے تو اس کی درج ذیل چند اقسام ہوں گی:

(۱) نفس کے خلاف جہاد

(۲) شیطان کے خلاف جہاد

(۳) فاسقوں اور فاجروں کے خلاف جہاد

(۴) کافروں اور مشرکوں کے خلاف جہاد.....

فاسقوں اور فاجروں کے خلاف جہاد: اس کا دوسرا نام ''تَغْيِيْرِ مُنْكَر'' ہے یعنی برائی کو ختم کرنے کے لئے جہاد کرنا۔ اس کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

(۱) ہاتھ سے برائی ختم کرنا

(۲) زبان سے برائی ختم کرنا (یعنی برائی کے خلاف آواز بلند کرنا)

(۳) دل سے برائی کو برا سمجھنا۔'' (الجہاد الاسلامی ص ۵۱۔۵۲، ۵۴، طبع دارالاندلس، چوبرجی لاہور)

نیز مفتی صاحب نے مزید لکھا ہے:

''مذکورہ بالا دونوں احادیث واضح کرتی ہیں کہ مندرجہ بالا تینوں قسم کا جہاد ''جہاد بالکفار'' نہیں بلکہ امت کے فاسق، فاجر اور نااہل لوگوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ کافروں کے خلاف جہاد کی کوئی قسم ایسی نہیں جس کو ''قلبی جہاد'' قرار دیا جا سکے۔'' (الجہاد الاسلامی ص ۵۵)

۴: جہاد کی بہت سی اقسام ہیں۔ نیز دیکھئے ح ۹

۵: اہلِ بدعت کا رد بھی جہاد ہے۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۶

الْحَدِيثُ الثَّانِي وَالثَّلاثُونَ (٣٢)

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي: أَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ: أَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُظَفَّرِ بْنِ مُوسَى: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ: ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ الْأُبُلِّيُّ: ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: ثَنَا الْحَسَنُ: ثَنَا صَعْصَعَةُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَمُّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا مَالُكَ؟ قَالَ: مَالِي عَمَلِي، فَقُلْتُ: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْهُ، قَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ.))

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ:

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ابْتَدَرَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ.))

قَالَ قُلْتُ: وَمَا زَوْجَانِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالَ: فَرَسَانِ مِنْ خَيْلِهِ بَعِيرَانِ مِنْ إِبِلِهِ.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ.

[اللہ کے راستے میں اپنے مال سے جوڑا خرچ کرنا]

صعصعہ بن معاویہ (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں ربذہ (کے مقام) پر (سیدنا) ابوذر (الغفاری رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا تو میں نے کہا: اے ابوذر! آپ کا مال کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میرا مال میرا عمل ہے۔ میں نے کہا: آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ انھوں نے فرمایا: اچھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دو مسلمانوں (میاں، بیوی) کے تین نابالغ بچے اگر فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ

اپنی رحمت کی وجہ سے ان دونوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

اور میں نے آپ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ کے راستے میں اپنے مال سے جوڑا خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان اس کی طرف دوڑے آتے ہیں۔

میں نے پوچھا: اس کے مال میں سے جوڑے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس کے گھوڑوں میں سے دو گھوڑے، اس کے اونٹوں میں سے دو اونٹ۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن النسائی (۱۸۷۵، مختصراً) صحیح ابن حبان (الموارد: ۱۶۴۹) مسند احمد (۱۵۹/۵) المستدرک (۸۶/۲) وصححہ الحاکم ووافقه الذهبی.

فوائد

۱: مصیبت پر صبر کرنے میں بہت بڑا اجر ہے۔

۲: اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا بہت زیادہ ثواب والا کام ہے۔

۳: ابن عساکر کی سند صحیح ہے۔

۴: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۲

الْحَدِيثُ الثَّالِثُ وَالثَّلاثُونَ (٣٣)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ: أَنَا أَبُو عَلِيٍّ التَّمِيمِيُّ الْوَاعِظُ: أَنَا أَبُوبَكْرٍ الْقَطِيعِيُّ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ: حَدَّثَنِي أَبِي: ثَنَا يَزِيدُ: أَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**الْأَعْمَالُ سِتَّةٌ وَالنَّاسُ أَرْبَعَةٌ:**

فَمُوجِبَتَانِ وَمِثْلٌ بِمِثْلٍ وَحَسَنَةٌ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمِائَةٍ.

فَأَمَّا الْمُوجِبَتَانِ فَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ.

وَأَمَّا مِثْلٌ بِمِثْلٍ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ حَتَّى يُشْعِرَهَا قَلْبَهُ وَيَعْلَمَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةً.

وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَبِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

وَمَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمِائَةٍ.

وَأَمَّا النَّاسُ فَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، مَقْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ.

وَمَقْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ.

وَمَقْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

وَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.))

[چھ قسم کے اعمال اور چار طرح کے لوگ]

(سیدنا) خریم بن فاتک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال چھ قسم کے ہیں اور لوگ چار طرح کے ہیں:

پس (جنت یا جہنم کو) واجب کرنے والی دو چیزیں، جیسی مثال ویسا بدلہ، ایک نیکی کا دس گنا

اجراور ایک نیکی کا سات سو گنا اجر۔

رہی واجب کرنے والی چیزیں تو وہ دو ہیں:

۱: جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲: اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک کرتا تھا تو وہ (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگا۔

جیسی مثال ویسا بدلہ (ویسے کا ویسا، برابر سرابر کا مطلب) یہ ہے کہ جس شخص نے دل کی گہرائیوں سے نیکی کا ارادہ کیا اور اللہ اسے جانتا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص بُرائی کرتا ہے تو اس کے لئے ایک بُرائی لکھی جاتی ہے۔

(ایک نیکی کے بدلے دس اس طرح کے) جس نے ایک نیکی کی تو اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب ہے اور (سات سو گنا اس کے لئے) جس نے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا تو ایک نیکی سے سات سو نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

اور (چار طرح کے) لوگ (درج ذیل ہیں):

(۱) جن کے لئے دنیا میں کشادگی ہے اور آخرت میں تنگی (عذاب) ہے۔

(۲) جن کے لئے دنیا میں تنگی اور آخرت میں کشادگی (جنت) ہے۔

(۳) وہ جن کے لئے دنیا میں بھی تنگی ہے اور آخرت میں بھی تنگی ہے۔

(۴) اور وہ جن کے لئے دنیا میں بھی کشادگی ہے اور آخرت میں بھی کشادگی ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج مسند احمد (۴/۳۲۱ ح ۱۸۹۲۰)

فوائد

۱: ابن عساکر نے یہ روایت مسند احمد سے نقل کی ہے اور مسند احمد میں یہ موجود ہے۔

۲: اس روایت کی سند ضعیف ہے، لیکن مصنف ابن ابی شیبہ (۵/۳۱۸) صحیح ابن حبان

(الاحسان : ۱۷۱۶) سنن ترمذی (۱۶۲۵، مختصر وقال : حسن) سنن النسائی (۳۱۸۸) اور مستدرک الحاکم (۲/ ۸۷ وصححہ ووافقہ الذھبی) میں اس کا ایک شاہد ہے کہ جس کی سند صحیح ہے۔

۳: شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع العراقی کا یسیر بن عمیلہ راوی کو مجہول قرار دینا بہت عجیب وغریب اور باطل ہے۔ یسیر رحمہ اللہ کو درج ذیل محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے:

(۱) عجلی (۲) ترمذی (۳) ابن حبان (۴) حاکم (۵) اور حافظ ابن حجر

یاد رہے کہ اس بارے میں حافظ ذہبی کا قول (توثیق وجرح میں تعارض ہونے کی وجہ سے) ساقط ہے۔

اگر پانچ محدثین اور علمائے اسماء الرجال کی توثیق کافی نہیں تو کیا ایک ہزار محدثین سے توثیق ثابت کرنا پڑے گی؟ کچھ تو غور کرنا چاہئے۔!

۴: یہ کہنا کہ ''امام عجلی متساہل تھے'' بالکل بے دلیل اور باطل ہے، نیز یاد رہے کہ یسیر رحمہ اللہ کی توثیق میں امام عجلی منفرد نہیں بلکہ چار علمائے حدیث ان کے ساتھ ہیں۔

۵: یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور بہت زیادہ فوائد پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل کے لئے علیحدہ مفصل مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف :

سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ

سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو یحییٰ خریم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک الاسدی رضی اللہ عنہ نزیل الرقہ (آپ رقہ جا کر آباد ہو گئے تھے)

تلامذہ: ایمن بن خریم بن فاتک، ایوب بن میسرہ بن حلبس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، معرور بن سوید، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، وابصہ بن معبد الاسدی رضی اللہ عنہ، اور یسیر بن عمیلہ الفزاری وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

ا: آپ غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ (تہذیب الکمال ۲/۳۸۲)
بعض نے اس کا انکار کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

۲: صحابیت

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ.)) خریم اسدی اچھے آدمی ہیں، اگر ان کے بال لمبے نہ ہوں اور اپنی ازار کو نہ لٹکائیں۔ جب یہ بات سیدنا خریم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے جلدی جلدی اپنے سر کے بال کانوں تک کاٹ دیئے اور اپنی ازار کو آدھی پنڈلیوں تک اٹھا لیا۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۴۰۸۹ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۴/۱۸۳، ووافقہ الذہبی)

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ کی بیان کردہ پانچ حدیثیں موجود ہیں اور الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں ایک حدیث ہے: ۳۳

وفات: ۵۸ھ (سیر اعلام النبلاء ۲/۴۶۹)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ آپ (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ)

الْحَدِيثُ الرَّابِعُ وَالثَّلَاثُونَ (٣٤)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ السَّمَرْقَنْدِيِّ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ النَّقُّورِ: أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُخَلِّصُ: ثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ مَنِيعٍ: ثَنَا لُوَيْنٌ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ ، وَكَانَ مَنْزِلُهُ فِي بَالِسَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((مَنْ تَقَلَّدَ سَيْفًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَلَّدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِشَاحَيْنِ مِنَ الْجَنَّةِ، لَا تَقُومُ لَهُمَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا مِنْ يَوْمِ خَلَقَهَا اللّٰهُ إِلَى يَوْمِ يُفْنِيهَا، وَصَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَضَعَهُ عَنْهُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ بِسَيْفِ الْغَازِي وَرُمْحِهِ وَسِلَاحِهِ وَإِذَا بَاهَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَتَهُ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.))

[جہاد وقتال کی عظیم فضیلت]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں تلوار لٹکائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ہیرے جواہرات والے دو جنتی پٹکے پہنائے گا، جب سے اللہ نے دنیا بنائی ہے اس دن سے لے کر اس دن تک جب اسے فنا کر دے گا، دنیا اور اس میں جو کچھ ہے ان کی قیمت نہیں بن سکتے۔

فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگیں گے، تاوقتیکہ وہ شخص تلوار اتار کر رکھ دے۔

غازی کی تلوار، نیزے اور اسلحے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے خوش ہو کر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے تو اس کے بعد اسے کبھی عذاب نہیں دیتا۔

تحقیق موضوع

تخریج کتاب المجروحین لابن حبان (۲/ ۱۳۹)

العلل المتناھیہ لابن الجوزی (۲/ ۸۸ ح ۹۴۸)

اس روایت کی سند میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن البالسی کذاب راوی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن احمد سے کہا: ''اِضْرِبْ عَلٰی أَحَادِیْثِهٖ، هِيَ کَذِبٌ'' اس کی (بیان کردہ) حدیثیں کاٹ دو، یہ جھوٹی (روایتیں) ہیں۔

(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۵/ ۳۸۸ وسندہ صحیح)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے جو یہاں (موضوع) روایت نقل کی ہے، اس کے دو سبب ممکن ہیں:

(۱) آپ نے سند بیان کرنے کے بعد اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھ لیا تھا۔

(۲) ممکن ہے کہ راوی کا کذب آپ پر مخفی رہا ہو، یا روایت کے وقت اس کے حالات انھیں مستحضر نہ ہوں۔ واللہ اعلم

اس موضوع روایت کے بدلے میں درج ذیل صحیح حدیث لے آتے تو بہتر تھا:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں صرف اونٹنی دوہنے (دودھ نکالنے) کے برابر قتال کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ الخ (صحیح، رواہ الترمذی: ۱۶۵۷، وقال: ''صحیح'' وابوداود: ۲۵۴۱ والنسائی: ۶/ ۲۵ ح ۳۱۵۳، مشکوۃ المصابیح بتحقیقی: ۳۸۲۵)

راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُونَ (٣٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ وَأَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ الْمُظَفَّرِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَأَبُو غَالِبِ الْبَغْدَادِيُّونَ قَالُوا: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَنَا أَحْمَدُ ابْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ: ثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيّ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ مُنِعَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ.
طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعَنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ وَإِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ، طُوبَى لَهُ ثُمَّ طُوبَى لَهُ.))

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَمْرٍو.

وَالْخَمِيصَةُ: كِسَاءٌ لَهُ عَلَمٌ.

وَانْتَقَشَ: اسْتَخْرَجَ الشَّوْكَةَ بِالْمِنْقَاشِ، وَهٰذَا مَثَلٌ مَعْنَاهُ: إِذَا أُصِيبَ فَلَا انْجَبَرَ.

[درہم ودینار کی حرص کی مذمت]

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

درہم ودینار کا غلام تباہ وبرباد ہوگیا، پیٹ کا بندہ تباہ وبرباد ہوگیا، جسے جب دیا جائے تو وہ راضی ہو اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو، وہ ذلیل سرنگوں اور تباہ وبرباد ہوا۔ جب اسے کانٹا چبھے تو اس کا کانٹا نہ نکلے۔

خوش خبری ہے اس بندے کے لئے جو اللہ کے راستے میں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو،

اگر اس کی ذمہ داری پانی پلانے پر لگادی جائے تو وہاں کام کرتا رہے اور اگر چوکیداری پر لگا دیا جائے تو چوکیداری میں مصروف رہے۔ جب (کسی کے ہاں اندر آنے کی) اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے اور جب سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے۔ اس کے لئے خوش خبری ہے، اس کے لئے خوش خبری ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تحقیق: صحیح

تخریج: صحیح بخاری (٢٨٨٦، ٦٤٣٥)

فوائد

١: اس روایت کی سند حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہے۔

٢: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار حسن الحدیث راوی ہیں۔ دیکھئے حدیث سابق: ٢٣

٣: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ١

الْحَدِيثُ السَّادِسُ وَالثَّلاثُونَ (٣٦)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْأَصْبَهَانِيُّ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الذَّكْوَانِيُّ: أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَرْدُوَيْه: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْهَيْثَمِ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي الْعَوامِ: ثَنَاأَبِي: ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ الْمُزَنِيُّ: ثَنَا عُمَرُ بْنُ صَهْبَانَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.))

[اللہ کے راستے میں پہرا دینا]

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں بیدار رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنا آنسو نکلا۔

تحقیق ضعیف جدًا (سخت ضعیف ہے)

تخریج حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی (۱۶۳/۳)

اس روایت کی سند میں داود بن عطاء اور عمر بن صہبان دونوں ضعیف ہیں۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۱۹۷۲، ۵۵۳۱)

بلکہ اسماء الرجال کی کتابوں میں درج شدہ گواہیوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں راوی سخت مجروح اور متروک ہیں۔

اس روایت کے سخت ضعیف و مردود شواہد مسند البزار (کشف الاستار: ۱۶۵۹) اور مستدرک

الحاکم (۸۲/۴) وغیرہما میں موجود ہیں، لیکن ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

اس روایت کے بدلے میں دو صحیح حدیثیں پیشِ خدمت ہیں:

سیدنا ابو ریحانہ شمعون بن زید الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((حُرِّمَتْ عَلَى النَّارِ عَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.)) جس آنکھ نے اللہ کے راستے میں شب بیداری کی تو وہ (جہنم کی) آگ پر حرام ہے۔

(سنن النسائی: ۳۱۱۹ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۸۳/۲)

ثابت ہوا کہ اللہ کے راستے میں پہرا دینے والا صحیح العقیدہ مسلمان اللہ کے فضل و کرم سے جہنم میں نہیں جائے گا۔ والحمد للہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرا دینا، باقی جگہوں میں ہزار دن (عمل کرنے) سے بہتر ہے۔

(سنن الترمذی: ۱۶۶۷، وقال: ''حسن غریب'' سنن النسائی ۶/ ۳۹۔۴۰ ح ۳۱۷۱ وسندہ صحیح)

راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱

الْحَدِيثُ السَّابِعُ وَالثَّلاثُونَ (۳۷)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَحَاسِنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الطَّبَرِيِّ وابو الْقَاسِم إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَا: أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّقُّورِ: أَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عِيسَى: أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ: ثَنَا كَامِلُ بْنُ طَلْحَةَ أَبُو يَحْيَى الْجَحْدَرِيُّ: ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((يُؤْتَى بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! خَيْرَ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ: سَلْ وَتَمَنَّ، فَيَقُولُ: مَا أَسْأَلُ وَلَا أَتَمَنَّى إِلَّا أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ.**

وَيُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقُولُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! شَرَّ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ لَهُ: أَتَفْتَدِي مِنْهُ بِمِلْءِ الْأَرْضِ ذَهَبًا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ! فَيَقُولُ: كَذَبْتَ، قَدْ سُئِلْتَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَأَيْسَرَ فَلَمْ تَفْعَلْ، فَيُرَدُّ إِلَى النَّارِ.))

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ نَافِعٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ أَسَدٍ عَنْ حَمَّادٍ.

[روزِ قیامت شہید کی خواہش]

(سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(قیامت کے دن) جنتیوں میں سے ایک آدمی حاضر کیا جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا:

اے آدم کے بیٹے! تو نے اپنا مکان کیسا پایا ہے؟ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! بہترین مکان ہے۔ پھر (رب) فرمائے گا: مانگ اور خواہش کر۔

وہ کہے گا: میں صرف یہ سوال کرتا ہوں اور خواہش کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے،

تاکہ میں تیرے راستے میں دس دفعہ قتل کیا جاؤں۔

یہ اس لئے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔

اور جہنمیوں میں سے ایک آدمی حاضر کیا جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا: اے آدم کے بیٹے! تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا ہے؟ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ پھر اسے کہا جائے گا: اگر تیرے پاس ساری زمین جتنا سونا ہو تو کیا اس (عذاب سے بچنے) کے بدلے میں دینے کے لئے تیار ہے؟ وہ کہے گا: جی ہاں! اے میرے رب! تو رب فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا۔ میں نے تجھ سے جو مطالبہ کیا تھا، وہ اس سے کم اور آسان تھا مگر تو نے اسے پورا نہیں کیا، پھر اسے جہنم میں واپس داخل کر دیا جائے گا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج سنن نسائی (۳۱۶۲ وسندہ صحیح) مسند احمد (۳/۱۳۱، ۲۰۷، ۲۳۹) مستدرک الحاکم (۲/۷۵) وصححه الحاكم على شرط مسلم و وافقه الذهبي.

فوائد

۱: اس حدیث کی اصل، دوسرے متن کے ساتھ صحیح مسلم (فواد: ۲۸۰۷، دار السلام: ۷۰۸۸) میں موجود ہے۔

۲: اللہ کے راستے میں قتل ہونے کا بہت بڑا ثواب ہے۔

۳: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۶

الْحَدِيثُ الثَّامِنُ وَالثَّلاثُونَ (٣٨)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: أَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَحْمُودٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُقْرِيْ: ثَنَا أَبُو عَرُوبَةَ: ثَنَا الْمُسَيَّبُ بْنُ وَاضِحٍ: ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ: ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّ الْإِسْلامِ أَفْضَلُ؟

قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ يَدِهِ.))

قَالَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ.))

قَالَ: فَأَيُّ الصَّلاةِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ: ((طُولُ الْقُنُوتِ.))

رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ.

[افضل جہاد کون سا ہے]

(سیدنا) جابر (بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: کون سا اسلام (مسلمان) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

اس نے کہا: پھر کون سا جہاد افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور خود اس شخص کا خون بہا دیا جائے۔

اس نے کہا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کا قنوت (قیام) لمبا ہو۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح مسلم (فواد: ۷۵۶، دارالسلام: ۱۷۶۸۔۱۷۶۸، مختصراً)

فوائد

۱: ابن عساکر کی سند ضعیف ہے، لیکن اس روایت کے صحیح شواہد ہیں:

اول: طول القنوت (صحیح مسلم)

دوم: ای الاسلام افضل (صحیح بخاری:۱۱، صحیح مسلم:۳۹_۴۰)

سوم: سنن ابی داود (۱۴۴۹، وسندہ حسن) ومسند احمد (۱۹۱/۲ ح۶۷۹۲)

ان شواہد کے ساتھ یہ روایت بھی صحیح لغیرہ ہے۔

۲: علامہ نووی نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں قنوت سے مراد قیام ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج الانصاری الخزرجی السلمی المدنی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: حسن بن محمد بن الحنفیہ، الحسن البصری، حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک، ذکوان ابوصالح السمان، رجاء بن حیوہ، زید بن اسلم، سعید بن المسیب، سلیمان بن قیس الیشکری، سلیمان بن یسار، صفوان بن سُلیم، طاؤس بن کیسان، ابوسفیان طلحہ بن نافع، عامر الشعبی، عبداللہ بن ابی قتادہ الانصاری، عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک، عروہ بن الزبیر، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، عیسیٰ بن جاریہ الانصاری، مجاہد بن جبر، محارب بن دثار، ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین الباقر، ابوالزبیر محمد بن مسلم المکی، محمد بن المنکدر، وھب بن منبہ، اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

فضائل:

۱: آپ بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے۔

۲: آپ کے جلیل القدر والد سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

۳: آپ غزوۂ احد کے بعد تمام غزوات میں شامل تھے۔

۴: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حدیبیہ والے دن (بیعتِ رضوان کے موقع پر) چودہ سو (۱۴۰۰) تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: رُوئے زمین پر تم سب سے بہتر ہو۔

(صحیح بخاری: ۴۱۵۴، صحیح مسلم: ۱۸۵۶، دارالسلام: ۴۸۱۱)

۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بخشش کی دعا فرمائی۔

(صحیح مسلم: ۷۱۵ بعد ۱۵۹۹، دارالسلام: ۴۱۰۲)

۶: آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: آپ نے پندرہ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث بیان کیں، جن میں سے اٹھاون (۵۸) متفق علیہ میں سے ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی ایک حدیث ہے: ۳۸

میدانِ قتال میں: غزوۂ خندق، غزوہ خیبر، بیعت الرضوان وغیر ذلک

وفات: ۷۷ یا ۷۸ھ

اس وقت آپ کی عمر ۹۴ سال تھی اور آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ

الْحَدِيثُ التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُونَ (۳۹)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ خَلَفٍ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّيْبَانِيُّ: أَنَا مَكِّيُّ بْنُ عَبْدَانَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ: ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ **﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِهِم يُرْزَقُوْنَ﴾** فَقَالَ: أَمَّا أَنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((**أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَبَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ إِذِ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَقَالَ: سَلُونِي مَا شِئْتُمْ، فَيَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا! مَاذَا نَسْأَلُكَ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ؟ نَسْرَحُ فِي أَيِّهَا شِئْنَا. قَالَ: فَبَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ إِذِ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَيَقُولُ: سَلُونِي مَا شِئْتُمْ، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا مَاذَا نَسْأَلُكَ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ فِي أَيِّهَا شِئْنَا؟ قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا، قَالُوا نَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا إِلَى أَجْسَادِنَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَا هَذَا تَرَكَهُمْ.**)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى وَأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

[شہداء کی روحیں جنت میں ہیں]

مسروق (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: **﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾** اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں انھیں مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ (آلِ عمران:۱۰۹)

تو انھوں نے فرمایا: ہم نے اس کے بارے میں (آپ ﷺ سے) پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: ان کی روحیں سبز پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہیں جاتی ہیں، پھر عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں کے پاس واپس آجاتی ہیں، پھر اسی حالت میں ان کا رب ان کے سامنے ظاہر ہوتا اور فرماتا ہے: جو چاہتے ہو مجھ سے مانگو۔ تو وہ (شہداء) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم تجھ سے کیا مانگیں اور حال یہ ہے کہ ہم جنت میں ہیں، جہاں ہم چاہیں جاتے ہیں؟ پھر وہ اسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کا رب ان کے سامنے ظاہر ہو کر فرماتا ہے: جو چاہتے ہو مجھ سے مانگو۔ تو وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم تجھ سے کیا مانگیں اور حال یہ ہے کہ ہم جنت میں ہیں، جہاں ہم چاہیں جاتے ہیں؟ پھر وہ جب دیکھتے ہیں کہ انھیں کچھ مانگے بغیر چھوڑا نہیں جاتا تو وہ کہتے ہیں: (اے ہمارے رب!) ہم تجھ سے یہ مانگتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے دنیاوی اجسام میں واپس بھیج دے حتی کہ ہم تیرے راستے میں قتل ہو جائیں۔ پھر جب رب دیکھتا ہے کہ وہ صرف یہی چیز مانگتے ہیں تو انھیں (جنت میں خوشیاں مناتے ہوئے) چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق صحیح

تخریج صحیح مسلم (فواد: ۱۸۸۷، دارالسلام: ۴۸۸۵)

سنن الدارمی (۲۴۱۰ من روایة شعبة عن الاعمش)

فوائد

۱: یہ حدیث امام شعبہ نے سلیمان بن مہران الاعمش سے بیان کی ہے، نیز اعمش نے سماع کی تصریح کردی ہے۔ (دیکھئے مسند ابی داود الطیالسی: ۲۹۱ وسندہ صحیح)

۲: اللہ کے راستے میں شہید ہونے والوں کی روحیں جنت میں مصروف رہتی ہیں۔

۳: شہداء کی ارواح دنیا میں نہیں ہوتیں اور نہ دنیا میں آتی ہیں۔

۴: موت کے بعد قیامت تک برزخی زندگی ہے۔

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے حدیث: ۳۰

الْحَدِيثُ الْأَرْبَعُونَ (٤٠)

أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الآبَنُوسِيِّ: أَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَتْحِ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ الْمِصِّيصِيُّ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَحْمَةَ الْأَصْبَحِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا الْمُثَنَّى الْمَلِيكِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((**الْقَتْلَى ثَلَاثَةُ رِجَالٍ:**

رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى يُقْتَلَ، ذَلِكَ الشَّهِيدُ الْمُمْتَحَنُ فِي خَيْمَةِ اللَّهِ تَحْتَ عَرْشِهِ لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّونَ إِلا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ.

وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ فَرَقَ عَلَى نَفْسِهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ، فَتِلْكَ مَضْمَضَةٌ مَحَّتْ ذُنُوبَهُ وَخَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا، وَأُدْخِلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ وَلِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ وَبَعْضُهَا أَسْفَلَ مِنْ بَعْضٍ، وَرَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ، فَذَلِكَ فِي النَّارِ، إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحَقُ النِّفَاقَ.))

[تلوار خطاؤں کو ختم کردیتی ہے]

نبی (ﷺ) کے صحابی (سیدنا) عتبہ بن عبد سُلمی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقتول ہوجانے والے تین قسم کے لوگ ہیں:

۱: مومن آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے حتی کہ وہ دشمنوں (کافروں) سے قتال کرتا ہے، پھر قتل ہوجاتا ہے، یہ آزمائش میں کامیاب

شہید ہے جو عرش کے نیچے اللہ کے (خاص پیدا کردہ) خیمے میں ہوگا، انبیائے کرام اس سے صرف درجۂ نبوت میں افضل ہوں گے۔

۲: اور وہ مومن آدمی جو اپنے آپ پر گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے خوفزدہ ہے، وہ اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ دشمنوں (کافروں) کے سامنے جا کر قتال کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے تو یہ (گویا وضو کی) کلی ہے جس نے اس کے گناہ اور غلطیاں دھو دی ہیں۔ بے شک تلوار خطاؤں کو ختم کر دیتی ہے۔
وہ جنت کے جن دروازوں سے چاہے گا داخل ہوگا۔ بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں جو اوپر نیچے ہیں۔

۳: اور منافق آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ دشمنوں کے سامنے جا کر قتال کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، تو یہ شخص (جہنم کی) آگ میں ہے، کیونکہ تلوار سے نفاق ختم نہیں ہوتا۔

تحقیق صحیح

تخریج کتاب الجہاد المنسوب الی ابن المبارک (۷)
مسند ابی داود الطیالسی (۱۲۶۷) صحیح ابن حبان (الموارد: ۱۶۱۴)
کتاب المعرفۃ والتاریخ لیعقوب بن سفیان الفارسی (۲/۳۴۲)
السنن الکبریٰ للبیہقی (۹/۱۶۴، وسندہ صحیح) کلهم من طريق ابن المبارك رحمه الله

فوائد

۱: ابن عساکر نے یہ روایت کتاب الجہاد المنسوب الی ابن المبارک سے نقل کی ہے۔

۲: اس روایت کی دوسری سندوں کے لئے دیکھئے مسند احمد (۴/۱۸۵۔۱۸۶) سنن دارمی (۲۴۱۶) اور المعجم الکبیر للطبرانی (۱۷/۱۲۵۔۱۲۶)

۳: جہنم سے نجات اور جنت میں دخول کا دارومدار ایمان اور صحیح عقائد پر ہے۔

۴: اس روایت کی سند میں سعید بن رحمہ کا تفرد نہیں بلکہ ثقہ راویوں نے اس کی متابعت کر

رکھی ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف :

سیدنا عتبہ بن عبدٍ : السلمی رضی اللہ عنہ

سیدنا عتبہ بن عبد: السلمی رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوالولید عتبہ بن عبدٍ السلمی الحمصی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: خالد بن معدان، راشد بن سعد المقرائی، ابوالمثنیٰ ضمضم الاملوکی، عبدالرحمٰن بن عائذ، عبدالرحمٰن بن ابی عوف الجرشی، کثیر بن مرہ اور لقمان بن عامر وغیرہم رحمہم اللہ

فضائل: صحابی رضی اللہ عنہ

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ کی بیان کردہ چودہ (۱۴) حدیثیں ہیں۔

(۱۲/۳۹۳_۴۰۱ح ۹۶۱۰_۹۶۲۳)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی ایک حدیث ہے: ۴۰

وفات: ۹۲ یا ۹۳ھ (رضی اللہ عنہ)

تَمَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَ هٰذَا آخِرُ الْأَرْبَعِينَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْجِهَادِ ، وَاللّٰهُ يُوَفِّقُ لِبَذْلِ الْجُهْدِ فِيهِ وَالْاِجْتِهَادِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

فہرس الآیات والاحادیث والآثار

اشاریہ واسماء الرجال

ختم شد

[۹/ مارچ ۲۰۱۲ء]